﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً مَّحْمُوْداً﴾ (بنی اسرائیل:۸۰) ﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾ (آل عمران:۷۴)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد۸ جمعۃالمبارک ۱۰/اگست ۲۰۰۱ء شمارہ ۳۲

۱۹/جمادی الاول ۱۴۲۱ہجری ☆ ۱۰/ظہور ۱۳۸۰ ہجری شمسی

تلاوت کا طریق

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے مجھے فرمایا:

"مہینہ میں ایک دفعہ قرآن کا دور مکمل کیا کرو۔ میں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ تو حضورؐ نے مدت کم کردی۔ میں اصرار کرتا گیا یہاں تک کہ حضورؐ نے فرمایا تین دن سے کم کی اجازت نہیں ہے"۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم یوم)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

جب خدا تعالیٰ کا ارادہ کسی بات کے کرنے کے لئے توجہ فرماتا ہے تو سنت اللہ یہ ہے کہ اس کا کوئی مخلص بندہ اضطرار اور کرب اور قلق کے ساتھ دُعا کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے، اور اپنی تمام ہمّت اور تمام توجہ اس امر کے ہو جانے کے لئے مصروف کرتا ہے۔ تب اُس مردِ فانی کی دُعائیں فیوض الٰہی کو آسمان سے کھینچتی ہیں اور خدا تعالیٰ ایسے نئے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن سے کام بن جائے۔

"یہ بڑی بے انصافی اور سخت تاریکی کے نیچے دبا ہوا خیال ہے کہ اس فیض سے انکار کیا جائے جو محض دُعا کی نالی کے ذریعہ سے آتا ہے اور ان پاک نبیوں کی تعلیم کو بنظر استخفاف دیکھا جائے جس کا عملی طور پر نمونہ ان ہی کے زمانہ میں کھل گیا ہے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ اُن مقدسوں کی بددُعا سے ہمیشہ وہ سرکش اور نافرمان ذلیل اور ہلاک ہوتے رہے ہیں جنہوں نے ان کا مقابلہ کیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی بددُعا کا اثر دیکھو جس کے جوش سے پہاڑ بھی پانی کے نیچے آگئے تھے اور کروڑہا انسان ایک دم میں دار الفناء میں پہنچ گئے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا پر غور کرو جس نے فرعون کو اُس کے تمام لشکروں کے ساتھ ہلاک کیا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بددُعا کی قوت اور اثر کو سوچو جس کے ذریعہ سے یہودیوں کا استیصال رومی مسلطنت کے ہاتھ سے ہوا۔ پھر ہمارے سید و مولیٰ کی بددُعا میں ذرا فکر کرو کہ کیونکر اس بددُعا کے بعد شریر ظالموں کا انجام ہوا۔

اب کیا یہ تسلّی بخش ثبوت نہیں ہے کہ قدیم سے خدا تعالیٰ کا ایک روحانی قانون قدرت ہے کہ دُعا پر حضرتِ احدیّت کی توجہ جوش مارتی ہے اور سکینت اور اطمینان اور حقیقی خوشحالی ملتی ہے۔ اگر ہم ایک مقصد کی طلب میں غلطی پر نہ ہوں تو وہی مقصد مل جاتا ہے اور اگر ہم اس خطاکار بچہ کی طرح جو اپنی ماں سے سانپ یا آگ کا ٹکڑہ مانگتا ہے اپنی دُعا اور سوال میں غلطی پر ہوں تو خدا تعالیٰ وہ چیز جو ہمارے لئے بہتر ہو عطا کرتا ہے اور بایں ہمہ دونوں صورتوں میں ہمارے ایمان کو بھی ترقی دیتا ہے۔ کیونکہ ہم دُعا کے ذریعہ سے پیش از وقت خدا تعالیٰ سے علم پاتے ہیں اور ایسا یقین بڑھتا ہے کہ گویا ہم اپنے خدا کو دیکھ لیتے ہیں اور دُعا اور استجابت میں ایک رشتہ ہے کہ ابتداء سے اور جب سے کہ انسان پیدا ہوا برابر چلا آتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کا ارادہ کسی بات کے کرنے کے لئے توجہ فرماتا ہے تو سنت اللہ یہ ہے کہ اس کا کوئی مخلص بندہ اضطرار اور کرب اور قلق کے ساتھ دُعا کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے، اور اپنی تمام ہمّت اور تمام توجہ اس امر کے ہو جانے کے لئے مصروف کرتا ہے۔ تب اُس مردِ فانی کی دُعائیں فیوض الٰہی کو آسمان سے کھینچتی ہیں اور خدا تعالیٰ ایسے نئے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن سے کام بن جائے۔ یہ دُعا اگرچہ بعالم ظاہر انسان کے ہاتھوں سے ہوتی ہے مگر در حقیقت وہ انسان خدا میں فانی ہوتا ہے اور دُعا کرنے کے وقت میں حضرتِ احدیت و جلال میں ایسے فنا کے قدم سے آتا ہے کہ اُس وقت وہ ہاتھ اُس کا ہاتھ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ یہی دُعا ہے جس سے خدا پہچانا جاتا ہے۔ اور اس ذوالجلال کی ہستی کا پتہ لگتا ہے جو ہزاروں پردوں میں مخفی ہے۔ دُعا کرنے والوں کے لئے آسمان زمین سے نزدیک آجاتا ہے اور دُعا قبول ہو کر مشکل کشائی کے لئے نئے اسباب پیدا کئے جاتے ہیں اور اُن کا علم پیش از وقت دیا جاتا ہے اور کم سے کم یہ کہ میخ آہنی کی طرح قبولیتِ دعا کا یقین غیب سے دل میں بیٹھ جاتا ہے۔

سچ یہی ہے کہ اگر یہ دُعا نہ ہوتی تو کوئی انسان خداشناسی کے بارے میں حق الیقین تک نہ پہنچ سکتا۔ دُعا سے الہام ملتا ہے۔ دُعا سے ہم خدا تعالیٰ کے ساتھ کلام کرتے ہیں۔ جب انسان اخلاص اور توحید اور محبت اور صدق اور صفا کے قدم سے دُعا کرتا فنا کی حالت تک پہنچ جاتا ہے تب وہ زندہ خدا اُس پر ظاہر ہوتا ہے جو لوگوں سے پوشیدہ ہے۔ دُعا کی ضرورت نہ صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم اپنے دنیوی مطالب کو پاویں بلکہ کوئی انسان بغیر ان قدرتی نشانوں کے ظاہر ہونے کے جو دعا کے بعد ظاہر ہوتے ہیں اُس سچے ذوالجلال خدا کو پا ہی نہیں سکتا جس سے بہت سے دل دور پڑے ہوئے ہیں۔ نادان خیال کرتا ہے کہ دُعا ایک لغو اور بیہودہ امر ہے مگر اُسے معلوم نہیں کہ صرف ایک دُعا ہی ہے جس سے خداوند ذوالجلال ڈھونڈنے والوں پر تجلّی کرتا اور اَنَا الْقَادِر کا الہام اُن کے دلوں پر ڈالتا ہے۔

(ایام الصلح ،روحانی خزائن جلد نمبر ۱۴ صفحہ ۲۳۸-۲۳۹)

رحمان کے بندے وہی ہیں جو زمین میں سکینت ، وقار اور تواضع کی چال چلتے ہیں

قرآن مجید نے جس زمانے میں حکم کے طور پر کام کرنا تھا اس زمانے کی ساری ضرورتیں اس میں بیان کردی گئی ہیں

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں تمام دنیا میں امر کی فوقیت عطا کی ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۷/جولائی ۲۰۰۱ء)

لندن (۲۷/جولائی): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے رحمانیت کے متعلق خطبات کے سلسلہ کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے سب سے پہلے سورۃ الفرقان کی مختلف آیات کریمہ

انٹرنیشنل جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۰۱ء کے بارہ میں ہدایات اندر کے صفحات میں اخبار احمدیہ جرمنی میں ملاحظہ فرمائیں

کے حوالہ سے جن میں صفت رحمان کا ذکر ہے ان آیات کی ضروری تشریح و تفسیر بیان فرمائی۔ سورۃ الفرقان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَعِبَادُالرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا......الخ﴾ کہ رحمان کے بندے زمین پر فروتنی سے چلتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس فروتنی کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں یعنی کسی دوسرے کو ظلم کی راہ سے بدنی آزار نہ پہنچانا اور بے شر انسان ہونا اور صلحکاری کے ساتھ زندگی بسر کرنا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں: رحمان کے بندے وہی ہیں جو زمین میں سکینت، وقار اور تواضع کی چال چلتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس تفسیر کی رو سے رحمانیت کے اندر ایک وقار کا معنی پایا جاتا ہے۔ یعنی رحمان کے بندے اکڑ کر اور تکبر سے نہیں چلتے بلکہ رحمانیت تو انسانوں اور جانداروں پر عام ہے۔ اس لئے رحمانیت کے اس مضمون کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ بڑی عاجزی کے ساتھ قدم اٹھاتے ہیں۔ ایک اور آیت کریمہ کی تشریح میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ کتاب کا نازل ہونا اگرچہ رحمانیت سے تعلق رکھتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کا نزول زمانے کے تقاضا اور ضرورت حقّہ سے بھی وابستہ ہے۔ قرآن مجید نے جس زمانے میں حَکَم کے طور پر کام کرنا تھا اس زمانے کی ساری ضرورتیں اس میں بیان کر دی گئی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ علامہ رازیؒ کہتے ہیں کہ اللہ کے اسماء میں سے صرف دو ایسے ہیں جو صرف اُسی سے خاص ہیں۔ ایک اللہ اور دوسرا رحمان۔ جیسے قرآن کریم میں ہے کہ تم اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو، جسے بھی تم پکارو سب اچھے نام اسی کے ہیں۔ اللہ کے لفظ میں ہیبت پائی جاتی ہے مگر رحمانیت میں عطوفت اور شفقت نمایاں ہے۔

حضور نے سورۃ یٰسین کی آیات ۲۳ تا ۲۵ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ رحمان تو غضبناک نہیں ہے۔ اس کے غضب سے اس لئے ڈرایا جا رہا ہے کہ اگر رحمان، رحمان ہوتے ہوئے بھی غضبناک ہو تو اس کا مطلب ہے کہ بندہ بہت ہی گنہگار ہے۔ جیسے ماں بچوں کے لئے بہت شفیق ہوتی ہے لیکن اگر بچوں کی طرف سے ماں کو اتنی تکلیف پہنچے کہ اس کے منہ سے بددعا نکل جائے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔

خطبہ کے آخر پر حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات پڑھ کر سنائے جن میں اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کا ذکر ہے۔ ایک الہام ہے تو علم کا شہر ہے۔ طیب اور رحمان کا مقبول۔ ایک الہام ہے "يَعْصِمُكَ مِنْ عِنْدِهٖ وَهُوَ وَلِيُّ الرَّحْمٰن"۔ اللہ تیری حفاظت اپنے پاس سے کرے گا اور وہی بے حد رحم کرنے والا دوست ہے۔ ایک الہام ہے کہ "اِنِّي اُمِّرْتُ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَأْتُوْنِيْ اَجْمَعِيْن"۔ مَیں رحمان کی طرف سے امیر بنایا گیا ہوں۔ پس تم سب میرے پاس آ جاؤ۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں تمام دنیا میں امر کی فوقیت عطا کی ہے۔ دوسرے امیر بمعنی دولتمند بھی ہے کہ جب خدا نے مجھے امیر بنایا ہے تو میرے پاس آؤ گے تو خدا تمہیں کشائش دے گا۔ اسی طرح ایک الہام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حِمَی الرَّحْمٰن یعنی رحمان خدا کی باڑ قرار دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعداء کے منصوبوں سے خدا آپ کی حفاظت فرمائے گا۔ جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ؎

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر　　　از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

اے وہ شخص جو میری طرف سو تبر لے کر دوڑ رہا ہے باغبان سے ڈر کہ میں پھلدار شاخ ہوں۔

رشتہ ناطہ اور شادی بیاہ کے تعلق میں ہدایات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

"یہ وہ زمانہ ہے جس میں تمام دنیا کی نظر ہماری جماعت پر پڑ رہی ہے۔ لوگ ہمارے ایک ایک عمل کو دیکھتے ہیں کہ ہم میں اور ہمارے غیروں میں کیا فرق ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر ہمارا دعویٰ تو یہ ہو کہ ہم خدا کے ایک نبی کے پیرو ہیں لیکن اس کے قدم پر ہمارا قدم نہ ہو تو ہم پر یہ الزام آ سکتا ہے کیونکہ اگر کوئی مدعی ہو اور وہ سچا بھی ہو مگر جو لوگ اس کے ماننے والے ہوں ان کی عملی حالت اچھی نہ ہو تو ان کو کیا فائدہ...... جب تک لوگ ہم میں اور ہمارے غیروں میں عملی فرق نہ دیکھ لیں اس وقت تک وہ ادھر توجہ نہیں کر سکتے..........

یہی حال نکاح کے معاملے کا ہے اگر لوگ دیکھیں کہ احمدی لڑکے اپنے رشتہ داروں سے، بیوی کے رشتہ داروں سے اور احمدی بیوی کے رشتہ دار لڑکے کے رشتہ داروں سے کیا سلوک کرتے ہیں اور ان کے آپس میں کیسے اچھے تعلقات ہوتے ہیں تو لوگوں کو ادھر توجہ ہو سکتی ہے ورنہ اگر اس معاملہ میں ہم میں اور غیر میں کوئی فرق نہ ہو تو لوگ ہم میں اور غیروں میں کوئی تمیز نہ کریں گے۔ اگر ہمارے آپس میں تعلقات اچھے ہوں گے تو ہم بھی امن میں زندگی بسر کریں گے اور لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ اور اس طرح وہی مثال راست آئے گی کہ "ایک پنتھ دو کاج"۔

(خطبہ نکاح فرمودہ ۱۴/مارچ ۱۹۲۱ء)

تعبیرِ خواب

تاریکیٔ شب سے پھوٹ بہیں یوں خواب سحر کی تعبیریں
ظلمت کا ازالہ کرنے کو ہر سمت سے لپکیں تنویریں

خوشبوئے تبسم چھین سکی نہ موت بھی جن کے ہونٹوں سے
اُن دیوانوں کو تکتی ہیں حیرت سے ستم کی زنجیریں

ہر جبر پہ خندہ پیشانی ، ہر جَور پہ کیفِ روحانی
گرتی ہیں خدا کے بندوں پر پھولوں کی طرح سے شمشیریں

مرعوب نہ ہوں گے دل اِن سے سب اپنی دیکھی بھالی ہیں
یہ زہر میں ڈوبی تحریریں ، انگارے اُگلتی تقریریں

ہم راہِ وفا کے راہی ہیں دیں کے بے خوف سپاہی ہیں
ہیں دل میں شہادت کے ارماں رقصاں ہیں لہو میں تکبیریں

اس طرح ہوئی درّانہ طے تسلیم ورضا کی ایک صدی
ہم ہنستے رہے تقدیروں پر اور ہم پہ ہنسا کیں تقدیریں

کب ظلم کی آندھی روک سکی رستہ بے باک اُجالوں کا
گرتی ہی رہی ہے برقِ تپاں اٹھتی ہی رہی ہیں تعمیریں

آئے تو تھے خالی دامن دل اٹھے تو لئے سَو میخانے
بس ایک نگاہِ ساقی نے بدلی یوں دلوں کی تقدیریں

جو ان کی نظر میں لے آئیں جو اُن کے کرم کا موجب ہوں
اُن بابرکت تحقیروں پر سَو جان سے قرباں توقیریں

اے دشمنِ دیں اُس مالک کے ہاں دیر تو ہے اندھیر نہیں
کیوں تجھ کو دکھائی دے نہ سکیں دیوار پہ لکھی تحریریں

جو کل تھا منظر آج نہیں، جو آج ہے کل دُھندلائے گا
دیکھی ہیں بہت ثاقبؔ ہم نے یہ رنگ برنگی تصویریں

(ثاقب زیروی)

اعلان

دفتر نشر و اشاعت قادیان نے عمدہ کاغذ اور جاذب نظر ٹائٹل کے ساتھ بہت سی کتب شائع کی ہیں۔ چند ایک اردو کتب کے نام درج ذیل ہیں:

اسلامی اصول کی فلاسفی، الوصیت، کشتیٔ نوح، شہادت القرآن، درّثمین، دعوت الامیر، نبیوں کا سردار، مذہب کے نام پر خون، حوّا کی بیٹیاں، چالیس جواہر پارے، تبلیغ ہدایت، کلام محمود، سیرت خاتم النّبیین، حیات طیبہ۔

اس کے علاوہ ہندوستان کی مختلف زبانوں میں بھی جماعتی کتب دستیاب ہیں۔ کتب کی قیمت، ترسیل کے اخراجات و مزید معلومات کے حصول نیز اپنے آرڈر بھجوانے کے لئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کریں۔

Nazarat Nashr -o- Ishaat
Sadar Anjuman Ahmadiyya
Qadian 143516 (Punjab) India
Tel: 00-91-1872 70749
Fax: 00-91-1872 70105

مسلم تاریخ اور چھ کونوں والا ستارہ

(دوست محمد شاھد - مؤرخ احمدیت)

کچھ عرصہ قبل ایک مجلس میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے چھ کونوں والے ستارہ کی بابت ایک سوال کیاگیاتھا کہ یہ داؤد کا ستارہ کہلاتاہے اور یہود کا خاص نشان ہے - چنانچہ اس سلسلہ میں حضور ایدہ اللہ کی ہدایت پر مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد، مؤرخ احمدیت کا ایک علمی و تحقیقی مقالہ جو انہوں نے ۱۹۷۶ء میں رقم فرمایا تھا ہدیۂ قارئین ہے۔ (ادارہ)

حال ہی میں(پاکستان میں۔ناقل) ایک سرکاری اعلان جاری کیاگیاہے کہ عوام اپنے تجارتی نشانوں اور سائن بورڈوں وغیرہ پر چھ کونوں والا ستارہ استعمال نہ کریں کیونکہ یہ ستارہ روایتی داؤد کا ستارہ کہلاتاہے اور یہودیوں اور اسرائیل کا خاص نمائندہ نشان ہے اور یہ اسلامی روایات اور اسلامی اقدار کے سراسر منافی ہے۔

(نوائے وقت لاہور، ۲۴/جنوری ۱۹۷۶ء صفحہ ۸)

بلا شبہ اسلامی روایات و اقدار کے فروغ کا جذبہ نہایت درجہ قابل قدر ہے جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے بہت کم ہے تاہم تاریخ اسلام کے ابتدائی اور سرسری مطالعہ سے یہ حقیقت بھی پایۂ ثبوت تک پہنچتی ہے کہ:

پہلی صدی ہجری سے لے کر چودھویں صدی ہجری کے آغاز تک عرب و عجم کی مسلمان حکومتوں میں چھ کونے کا ستارہ حکومتی سطح پر زیر استعمال رہاہے۔

دستاویزی ثبوت

اس حقیقت کے متعدد شواہد ودلائل دیئے جا سکتے ہیں مگراس مختصر تحریر میں صرف تین دستاویزی ثبوت پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱)

حضرت امیر معاویہؓ کا اسلامی سِکّہ

حضرت امیر معاویہؓ حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں پورے ملکِ شام کے والی تھے۔ آپؓ نے اپنے زمانہ سلطنت میں جو سِکّہ جاری کیا اس میں گول دائرہ سے باہر جو ستارے کندہ تھے وہ چھ کونوں والے تھے۔ان سِکّوں کا انکشاف موجودہ صدی میں ہواہے اور ان کی تصاویر مصر کے ممتاز صحافی اور اخبار "المقطم" کے رکن جناب اسعد داغر اپنی معرکۃالآراء کتاب "حضارۃ العرب" کے صفحہ ۵۶ پر شائع کرچکے ہیں۔یہ کتاب صاحب الجلالۃ حسین الاول بادشاہ عرب کے عہد میں انہی کے نام سے معنون کی گئی تھی۔اور مارچ ۱۹۱۸ء میں مصر کے مطبع ہندیہ سے زیور طبع سے آراستہ ہوئی تھی۔

(۲)

لال محل۔ قلعہ آگرہ

مغلیہ خاندان کے بادشاہوں اور فرمانرواؤں کادور حکومت مسلم ثقافت و تمدن کا ایک سنہری دور تصور کیا جاتاہے۔ اس دور میں جو شاندار اور سربفلک اور یادگار سرکاری عمارتیں ہندوستان میں تعمیر ہوئی ہیں ان میں سے عہد جہانگیری کا قلعہ آگرہ اور اس کا پرانا محل خاص طور پر قابل دید ہے جس کو "لال محل" بھی کہتے ہیں ۔خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاءاللہ خان دہلوی مرحوم نے بھی تاریخ ہندوستان جلد ششم میں اس کاذکر کیا ہے۔اس قلعہ کے سمن بُرج پر ایک جگہ چھ کونوں والے پانچ ستارے اکٹھے نقش کئے ہوئے اب تک موجود ہیں۔

علاوہ ازیں قلعہ لال محل کے پھاٹک پر اسی طرز کے تین ستارے بنے ہوئے ہیں اور فرانس کے مشہور مستشرق ڈاکٹر گستاولی بان کی مشہور کتاب "تمدن ہند" کے اردو ایڈیشن صفحہ ۴۰۰ (مطبوعہ مطبع شمسی آگرہ ۱۹۱۳ء) میں اس پھاٹک کا واضح اور نمایاں فوٹو مدت سے شائع شدہ ہے۔ "تمدن ہند" کا اردو ترجمہ شمس العلماء ڈاکٹر سید علی بلگرامی جیسے نہایت بلندپایہ فاضل و محقق کے قلم سے نکلاہے جو برسوں تک سرکار نظام حیدر آباد کی حکومت میں معتمد تعمیرات وریلوے کے عہدہ پر سرفراز رہے اور دی رائل ایشیا ٹک سوسائٹی گریٹ برٹین (The Royal Asiatic Society of Great Britain) کے معتمد ممبروں میں سے تھے۔

(۳)

شیخ حرم نبویؐ کا شاہی تمغہ

ترکی کی شاندار عثمانی حکومت کے دور اقتدار میں "شیخ الحرم النبوی ومحافظ المدینہ" کا منصب بڑی عقیدت والفت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور مصر اور دوسرے مسلم ممالک سے آنے والے سرکاری وفود مدینہ کی زیارت کے لئے پہنچتے تو شیخ الحرم سے بھی شرف ملاقات حاصل کرتے ۔ ۱۳۱۹ھ (۱۹۰۱ء) میں یہ قابل فخر اور مقدس اعزاز ایک بزرگ "الفریق عثمان باشافرید" کو حاصل تھا۔ چنانچہ ابراہیم رفعت پاشا جو مصری قافلہ کے امیر الحجاج تھے ۱۳/محرم ۱۳۱۹ھ کو روضۂ رسولؐ پر حاضر ہوئے توانہوں نے محافظ المدینہ شیخ الحرم النبوی سے بھی خصوصی ملاقات کی جس کاذکر ان کی نہایت گراں قدر اور مبسوط کتاب "مرآۃ الحرمین" جز اول صفحہ ۳۸۳ مطبوعہ ۱۹۲۵ء میں ملتاہے۔ ابراہیم رفعت پاشانے یہ پراز معلومات تصنیف جو حرمین شریفین کے حالات کا نہایت ایمان افروز مرقع اور متعدد تاریخی تصاویر سے مزین ہے بادشاہ مصر فواد اوّل کے نام پر انتساب کی اور حضرت صاحب الدولۃ الرئیس الجلیل سعد زغلول پاشا وزیر اعظم مصر نے اس کتاب پر مؤلف کتاب کو پُرزور الفاظ میں خراج تحسین اداکیا۔

ابراہیم رفعت پاشانے اپنی اس کتاب کے صفحہ ۳۸۲ پر شیخ الحرم النبوی کا فوٹو بھی دیاہے - شیخ الحرم النبوی کے چہرہ پر مشرع داڑھی بہت پیاری اور خوبصورت معلوم ہوتی ہے ۔ سر پر ترکی ٹوپی رکھی ہے اور شاہی وردی زیب تن کئے ہوئے ہیں۔ سینہ پر جو شاہی تمغے آویزاں ہیں ان میں سے ایک تمغہ جو دائیں جانب گریبان کے قریب ہے چھ کونوں والے ستارہ کی شکل میں ہے جو نمایاں طور پر دکھائی دے رہاہے۔

خلاصہ

الغرض مسلمانوں کی اموی، مغل اور عثمانی حکومتوں میں چھ کونوں والا ستارہ یقینی اور قطعی طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ اور شاہی سکّے، شاہی عمارتیں اور شاہی تمغے پر دوسرے نشانوں کے علاوہ اس کو بھی خاص اہمیت دی جاتی تھی۔

کہاجاسکتاہے کہ وسط ایشیا کے مسلمان مغل اور ترک تو زمانہ نبویؐ کے بہت صدیوں بعد برسراقتدار آئے مگر حضرت امیر معاویہؓ کا عہد حکومت تو خلافت راشدہ کے مبارک عہد سے بالکل پیوست تھا جس میں سیدنا حضرت امام حسن علیہ السلام، حضرت ابن عباسؓ، حضرت سمرہ بن جندبؓ، حضرت حسّان بن ثابتؓ، حضرت اسامہ بن زیدؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ، حضرت براء بن عازبؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ اور خادم الرسولؐ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم جیسے اکابر صحابہ زندہ موجود تھے۔

اگر یہ چھ کونوں والا ستارہ صرف یہود سے مخصوص اور اسلامی روایات اور اسلامی اقدار کے خلاف اور منافی ہو تا تو وہ حضرت معاویہؓ کے جاری کردہ سکوں پر ضرور صدائے احتجاج بلند کرتے اور شمالی افریقہ سے لے کر ایران تک ایک شور قیامت برپا ہو جاتا۔ مگراس دنیا کے پردہ پر وہ کونسا محقق ہے جو یہ ثبوت دے سکے کہ ان بزرگ صحابہؓ میں سے کسی نے بھی اس سِکّہ پر کوئی تنقید کی ہو؟

☆......☆......☆......☆

اگر ملت اسلامیہ کے عالمی اور سیاسی وجود کو ایک جسم سے تشبیہ دی جائے تو اس کی ایک آنکھ اہلسنت والجماعت ہیں تو دوسری اہل تشیع - جدید مغربی دنیا کے غیر مسلم محققین و مصنفین نے باوجود انتہائی اسلام دشمنی اور تعصب اور تنگ نظری کے جس قدیم اسلامی فن تعمیر اور علم تمدن و ثقافت کو دل کھول کر خراج تحسین اداکیاہے ۔اس کو نقطۂ کمال تک پہنچانے میں شیعہ مکتب فکر کے قدیم بزرگوں کی خدمات کبھی فراموش نہیں کی جاسکتیں۔ اس سلسلہ میں مزید تحقیق وتفحّص سے یہ بھی پتہ چلتاہے کہ شام، مصر، ایران، سندھ اور میسور میں ان بزرگوں نے فن تعمیر و علم تمدن و ثقافت کی ترقی وفروغ کے لئے چھ کونوں والے ستارے کو خاص طور پر رائج اور استعمال کیاہے ۔ جیساکہ ذیل کے حقائق وواقعات سے واضح ہوگا:

(۱)

حضرت سیدہ زینب بنت علیؓ کا مقبرہ

مؤرخ اسلام علامہ ابو جعفر محمد بن جریر الطبری (التوفی ۳۱۰ھ) نے اپنی مقبول عالم تاریخ میں لکھاہے کہ سیدالشہداء سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام کی دردناک شہادت کے بعد اہل بیت کا جو مظلوم اور لٹا پٹا قافلہ کربلا سے کوفہ میں آیا اور ابنِ زیاد جیسے بدباطن اور دشمن رسولؐ کے سامنے لایاگیا اس میں شہید کربلا حضرت حسین علیہ السلام کی سگی بہن حضرت زینب بنت علیؓ بھی تھیں جنہوں نے کمال جرأت وشجاعت کے ساتھ نعرۂ حق بلند کیااور ابن زیاد سے کہاکہ خداکاشکر ہے جس نے محمد عربی ﷺ کے سبب سے ہمیں عزت عطا فرمائی اور ہمیں طیب و طاہر کیا۔ذلیل ورسواوہ ہے جو فاسق و فاجر ہو اور تم لوگ خدا کے دربار میں پیش کئے جاؤ گے۔

اہل بیت کی اس مقدس خاتون کا مقبرہ دمشق (شام) میں ہے اور مؤذن اسلام سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے مزار کے بالکل قریب ہی واقع ہے اور مؤرخ دمشق 'الغرضی'، ابن طولون، العددی، الناجی اور محمد ادیب آل تقی الدین الحصنی نے خاص طور پر اپنی تواریخ میں اس پرانوار اور مرجع خاص و عام مقبرہ کا تذکرہ کیاہے۔ مقبرہ کی عمارت بہت خوبصورت ہے۔دالانوں میں بڑے بڑے قمقمے لگے ہوئے ہیں اور دیواریں سنگ مرمر کی ہیں۔ جن میں چھ کونوں والا ستارہ جابجا نظر آتاہے۔اس مقبرہ کی تصویر اخبار 'امروز' لاہور کے ۹/ اور ۱۶/اپریل ۱۹۷۶ء کے خصوصی ایڈیشن میں شائع ہوچکی ہے۔

(۲)

یادگار امام حضرت یحییٰ بن زیدؓ

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے پوتے حضرت یحییٰ بن زید تھے جو فرقۂ زیدیہ کے دوسرے مسلمہ امام سمجھے جاتے ہیں۔

حضرت یحییٰ بن زید رضی اللہ عنہ اوران کے ستر جانثاروں کی سالم ابن احزر کی جوزجان میں سخت خونریز جنگ ہوئی۔ اتفاقاً ایک تیر حضرت امام یحییٰ کی پیشانی مبارک پر لگااور آپ شہید ہوگئے اور آپ کی لاش مبارک ایک عام چوراہے پر لٹکادی گئی یہاں

تک کہ ابو مسلم خراسانی اس علاقہ میں گورنر بنے۔ آپ نے نعش کو اتارا اور جنازہ کے بعد جوزجان میں ہی سپرد خاک کر دیا۔

علامہ ابن اثیر الیعقوبی، ابن قتیبہ، المسعودی، ابوالفرج اصفہانی اور دوسرے بہت سے تاریخ دانوں نے امام یحیٰ کا ذکر کیا ہے۔

لندن میں ۱۹۳۷ء میں "دی انسائیکلوپیڈیا آف اسلام" "The Encyclopaedia of Islam" کا جو ایڈیشن شائع ہوا اس کے صفحہ نمبر ۱۵۲ پر حضرت امام موصوف کی ایک یادگاری عمارت کا فوٹو دیا گیا ہے۔ ایڈیٹر دی انسائیکلوپیڈیا آف اسلام نے اس کتاب کی چوتھی جلد کے صفحہ ۱۱۲۲ و ۱۱۲۳ میں بتایا ہے کہ یہ عمارت شہر وارامن (Waramin) میں ہے جو تہران سے چالیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس قدیم تاریخی عمارت کے گنبد کا مسقّف اور اندرونی حصہ نقش و نگار کا بہترین نمونہ پیش کرتا ہے اور چھ کونوں والے بہت سے ستارے اس کی خوبصورتی اور زیبائش میں خاص طور پر اضافہ کر رہے ہیں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہی پوری عمارت کی اصل رونق اور زینت ہیں۔

(۳)

مسلم ایران کے برتن

سر تھامس آرنلڈ (Sir Thomas Arnold) اور ایلفریڈ گلیم (Alfred Guillaume) نے اسلامی فن پر ایک محققانہ کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "میراث اسلام" (The Legacy of Islam) اس کتاب کے صفحہ ۱۲۰۲ پر پیتل کے بنے ہوئے پیالہ کے ایک ڈھکنے کا فوٹو موجود ہے۔ یہ ڈھکنا جس کے وسط میں چھ کونوں والا ستارہ نہایت آب و تاب کے ساتھ کندہ کیا گیا ہے یہ سولہویں صدی عیسوی سے قبل کا ہے اور ایک ایرانی کاریگر کا تیار کردہ ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم ایران کی قدیم صنعت و حرفت میں اس نوع کے ستارہ کی تخلیق کا رواج تھا اور اسے مقبولیت حاصل تھی۔

(۴)

مقبرہ میرزا عیسیٰ ترخان اوّل

سندھ کی سرزمین میں جس پر حضرت محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے غازیان اسلام نے ۹۰ ہجری میں قدم رکھا اور اسے برکت بخشی اسلامی ہند کا دروازہ اور قدیم اسلامی آثار و روایات کی امین و پاسبان ہے۔

اس خطہ کے قدیم رہنماؤں میں میرزا عیسیٰ خان ترخان اوّل کے عہد حکومت کو ایک ممتاز اور منفرد مقام حاصل ہے۔ میرزا عیسیٰ خان (۱۵۵۴ء تا ۱۵۶۶ء) کا دارالسلطنت ٹھٹھہ تھا۔ ترخان کا خطاب امیر تیمور نے اس بادشاہ کے قبیلہ کو دیا تھا جس کے معنی بہادر اور مطلق العنان کے ہیں۔ میرزا عیسیٰ خان کے عظیم دفاعی کارناموں میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے پرتگیزوں کی قتل و غارتگری اور آتش زنی کے حوادث کے بعد اپنے دارالحکومت کے چاروں طرف مضبوط فصیل تعمیر کروائی اور پہلے قلعہ کو اور زیادہ مستحکم کیا جس سے ملک بیرونی خطرات سے بہت حد تک مضبوط ہو گیا۔ جیسا کہ تحفۃ الکرام میں تفصیلاً درج ہے:

"ترخان نامے میں ہے کہ میرزا عیسیٰ نہایت ہی نیک نفس اور بااخلاق بادشاہ تھے۔ جو سادات و مشائخ علماء و فضلاء اور اہل اللہ اور فقراء سے غیر معمولی عقیدت رکھتے تھے۔ انہوں نے ۹۷۳ھ میں وفات پائی۔ مؤلف "تعلیقات تاریخ طاہری" ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ پروفیسر سندھ یونیورسٹی نے ان کے کتبہ کی عبارت نقل کی ہے جو یہ ہے:

"وفات یافت حضرت میرزا بندہ آل محمدؐ عیسیٰ بن عبدالعلی ترخان ۹۷۳ء"۔

(بحوالہ تاریخ سندھ حصہ دوم صفحہ ۱۳۷۔ از اعجازالحق قدوسی ۔ ناشر مرکزی اردو بورڈ گلبرگ لاہور مئی ۱۹۷۴ء)

خان بہادر پروفیسر ڈاکٹر مولوی محمد شفیع مرحوم نے "صنادید سندھ" میں مقبرہ عیسیٰ خان کے متعدد فوٹو دیئے ہیں۔ ایک فوٹو قبر کے جنوبی کتبہ کا بھی ہے جس کی عقبی دیوار میں چھ کونی ستارے نمایاں صورت میں دکھائی دیتے ہیں۔

(۵)

سلطان فتح علی ٹیپو رحمۃ اللہ علیہ کا سکّہ

ابوالفتح سلطان فتح علی ٹیپو (ولادت ۱۷۵۲ء وفات ۱۷۹۹ء) سلطنت خداداد میسور کے آخری تاجدار تھے۔ جنہوں نے مغربی اقوام کے بڑھتے ہوئے سیاسی طوفان کے خوفناک نتائج کو اپنی چشم بصیرت سے قبل از وقت بھانپ لیا اور ہندوستان اور ممالک اسلامیہ کو اس سے بچانے کے لئے انتہائی جدوجہد کی اور ترکی اور ایران اور افغانستان کو صورت حال سے آگاہ کرنے اور انہیں ایک بلاک کی صورت میں منظّم کرنے کے لئے سفارتیں روانہ کیں اور بالآخر ۴ر مئی ۱۷۹۹ء کو سرنگاپٹم کے قلعہ میں انگریز فوج سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ قبل ازیں سلطان کے ایک غدار افسر نے دوران جنگ مشورہ دیا کہ آپ اپنے تئیں انگریزوں کے حوالے کر دیں مگر اس مجاہد اسلام نے پوری شوکت سے جواب دیا "گیدڑ کی صد سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی اچھی ہے"۔

"میسور گزیٹیئر کا مصنف اپنی کتاب کے صفحہ ۲۶۹۰ پر لکھتا ہے: "ٹیپو نے اپنے لئے وہ موت پسند کی جس سے اس کا ہمعصر دوست نپولین ہمیشہ ترساں رہا"۔

جنوبی ہند کی تاریخ میں شہادت سلطان ٹیپو سے بڑھ کر اندوہناک اور جگر دوز واقعہ آج تک نہیں گزرا۔ ہندوپاکستان کے مشہور ارباب سخن اور اہل قلم نے اس پر بہت کچھ لکھا ہے اور دردناک مرثیے کہے ہیں۔ علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے سلطان المجاہدین کو مندرجہ ذیل اشعار میں نذرانہ عقیدت و احترام پیش کیا ہے۔

آں شہیدان محبت را امام
آبروئے ہند و چین و رُوم و شام
نامش از خورشید و مہ تابندہ تر
خاک قبرش از من و تو زندہ تر
عشق رازے بود بر صحرا نہاد
تو ندانی جاں چہ مشتاقانہ داد
از نگاہِ خواجہ بدر و حنین
قصر سلطاں وارث جذب حسین
رفت سلطاں زیں سرائے ہفت روز
تربت او در دکن باقی ہنوز

سلطان ٹیپو رحمۃ اللہ علیہ کی مملکت کی وسعت اسّی ہزار میل تھی جس میں بہت سی اسلحہ ساز فیکٹریاں تھیں۔ سلطان اپنے خاص اسلحہ پر "اسداللہ الغالب" کے الفاظ کندہ کراتے تھے۔

جناب محمود بنگلوری نے اپنی مایہ ناز پراز معلومات تصنیف "تاریخ سلطنت خداداد میسور" میں سلطان شہید کے ذاتی حالات و عہد حکومت کے وقائع پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔ نیز اس کے صفحہ ۴۷۶، ۴۷۷ پر سلطان کے جاری کردہ پچیس سکّوں کا عکس دیا ہے۔ جن میں سے پانچ سکّے ایسے بھی ہیں جن میں چھ کونوں والے ستارہ کا نقش موجود ہے۔ ذیل میں ان سکّوں کی تفصیل دی جاتی ہے:-

(یاد رہے چاندی کے سکوں کے متعدد نام تھے۔ حیدری، امامی، عابدی، باقری، جعفری، کاظمی اور خضری وغیرہ)

۱...... سلطانی روپیہ چاندی کا تھا جس کے ایک جانب لکھا کہ "دین احمدؐ در جہاں روشن ز فتح حیدر است"۔ دوسری جانب یہ تحریر تھی کہ "ھوالسلطان الوحید العادل سوم بہاری ۳ جلوس"۔ اس سکّہ کے دونوں اطراف میں چھ کونوں والا ستارہ کندہ تھا۔

۲...... ایک اور سلطانی روپیہ چاندی کا تھا جس میں حسب ذیل عبارت تھی:

(ایک جانب) دین احمد در جہاں روشن ز فتح حیدر است ضرب پٹن زبرجد ۱۲۱۹۔

(دوسری جانب) "ہوالسلطان الوحید العادل تاریخ جلوس سال سنج سویم بہاری ۹ سہ جلوسی۔

اس سکّہ کے بھی دونوں اطراف چھ کونی ستارہ سے مزین تھے۔

۳...... تانبے کا سلطانی پیسہ۔ جس کے ایک جانب ضرب پٹن کا لفظ تھا اور ساتھ ہی چھ کونوں والے دو ستارے کندہ تھے۔ اور دوسری طرف ہاتھی کی تصویر تھی۔

۴...... اسی طرز کا ایک اور سلطانی پیسہ سلطان فتح علی ٹیپو کے عہد حکومت میں رائج تھا۔ وہ بھی تانبے کا تھا۔ اس سکّہ کے ایک جانب چھ کونوں والے دو ستارے اور ضرب بنگلور کے حروف کندہ تھے اور دوسری طرف ہاتھی کی تصویر تھی اور سن ضرب ۱۲۱۱ لکھا تھا۔

۵...... ان سکّوں میں فرخی کی ٹکسال میں تیار شدہ ایک اور سلطانی پیسہ تھا جس کے ایک طرف ضرب فرخی کے لفظ مع چھ کونی ستارہ کے کندہ تھے اور دوسری طرف ہاتھی کی تصویر بنی ہوئی تھی۔

اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ حضرت سلطان فتح علی ٹیپو رحمۃ اللہ علیہ کے سنہری دور حکومت میں چھ کونوں والا ستارہ سرکاری سطح پر بکثرت استعمال ہوتا تھا اور میسور کی مسلم ریاست کا ایک علامتی نشان سمجھا جاتا تھا۔ کرنل ہنڈرسن لکھتا ہے:

"ٹیپو کے سکّے دیکھ کر مجھے اس کی غیر معمولی قابلیت اور جدت طبع کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ اس نے سکّوں میں اپنی جدّت کا جو نمونہ پیش کیا ہے وہ حد درجہ حیرتناک ہے"۔

(تاریخ سلطنت خداداد میسور صفحہ ۴۷۹)

(باقی آئندہ شمارہ میں)

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۵ر جولائی بروز بدھ نماز ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے سامنے اپنے ایک دیرینہ خادم خاص مکرم میاں شیر محمد صاحب کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں احباب جماعت نے کثیر تعداد میں شمولیت کی۔

مکرم میاں شیر محمد صاحب لمبی علالت کے بعد ۲۱ر جولائی ۲۰۰۱ء کو ۶۵ سال کی عمر میں لندن کے ہسپتال میں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم میاں شیر محمد صاحب کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۵۱ سال تک تین خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ذاتی خادم کے طور پر خدمت کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس خدمت کا آغاز کیا۔ حضرت اُمّ ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کو کھانا پکانے کی تربیت دی۔ آپ اس میدان میں خوب ماہر فن ہو گئے۔ خلافت ثانیہ کے بعد خلافت ثالثہ اور خلافت رابعہ میں آپ نے اس خدمت کے سلسلہ کو بڑی عمدگی اور فداکاری سے سرانجام دیا۔ آپ بہت مخلص، محنتی، دیانت دار اور فداکار خاندانی ملازم تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

مرحوم نے اپنی اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور چار بیٹیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں ۔ مرحوم موصی تھے۔ نماز جنازہ کے بعد ان کی میت پاکستان لے جائی گئی جہاں بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

خطبہ جمعہ

رحمٰن وہ ہے جو بلامبادلہ رحم کرنے والا ہے۔ رحمانیت کا تعلق نہ صرف یہ کہ قرآن مجید کے نزول سے ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے بھی ہے ، اسی لئے آپؐ کو رحمۃللعالمین فرمایا گیا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش خدا کی رحمانیت کا مظہر تھی۔

رحمٰن خدا کے انکار کے نتیجہ میں دنیا پر بڑی تباہیاں آنے والی ہیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۶ر جولائی ۲۰۰۱ء/۶روفا ۱۳۸۰ء ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ . اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ . مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے، بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ جزا سزا کے دن کا مالک۔

یہاں صفت رحمانیت کا بیان ہو رہا ہے۔ پہلے اس سے رحمٰن اور رحیم دونوں کا جو اکٹھا مجموعہ ہے اس کے متعلق کافی بات ہو چکی ہے لیکن جب دوبارہ ہم نے دیکھا تو رحمانیت کی صفت سے متعلق بہت سی آیات رہ گئی ہیں۔ آیات کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لفظ رحمٰن سے متعلق بہت سے الہامات ہوئے ہیں۔ پس آج میں سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں سے لفظ رحمٰن والے الہامات پیش کرتا ہوں:۔

کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام:

اِنِّی اَنَا الرَّحْمٰنُ ذُوْاللُّطْفِ وَالنَّدٰی. اِنِی اَنَا الرَّحْمٰنُ ذُوْالْمَجْدِ وَالْعُلٰی ۔ مَیں ہی لطف اور بخشش کا مالک رحمٰن ہوں، مَیں ہی بزرگی اور بلندی کا مالک ہوں۔ پھر الہام ہے اِنِی اَنَا الرَّحْمٰنُ سَاَجْعَلُ لَكَ سهُوْلَةً فِی اَمْرِكَ۔ مَیں ہی تیرے لئے تیرے کام میں سہولت پیدا کروں گا۔ پھر الہام ہے اِنّی اَنَا الرَّحْمٰنُ اُقْدِرُ مَااَشَاءُ مَیں رحمٰن خدا ہوں جو چاہتا ہوں مقدر کرتا ہوں۔ پھر الہام ہے اِنّی اَنَاالرَّحْمٰنُ فَانْتَظِرْ مَیں رحمٰن ہوں میری مدد کا منتظر رہ۔ پھر اِنّی اَنَا الرَّحْمٰنُ لَا يَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ۔ مَیں رحمٰن ہوں مُرسَل میرے پاس نہیں ڈرا کرتے۔

پھر لفظ رحمٰن سے تعلق میں ایک الہام ہے اِنّی اَنَا الرَّحْمٰنُ لَا يُخزِی عَبْدِیْ وَلَا يُهَانُ. عِشْقُكَ قَائِمٌ وَوَصْلُكَ دَائِمٌ۔ مَیں ہی رحمٰن ہوں، میرا بندہ رسوا نہیں کیا جاتا اور نہ اسے ذلیل کیا جاتا ہے۔ تیرا عشق قائم ہے اور تیرا تعلق ہمیشہ رہنے والا ہے۔

پھر ایک الہام ہے اِنِی اَنَا الرَّحْمٰنُ اَصْرِفُ عَنْكَ سُوْءَ الْاَقْدَارِ۔ تحقیق مَیں رحمٰن ہوں، مَیں بری قضاو قدر تجھ سے پھیر دوں گا۔ پھر ایک الہام ہے ۳ر مارچ ۱۹۰۱ء کا اِنِی اَنَا الرَّحْمٰنُ دَافِعُ الْاَذٰی۔ مَیں رحمٰن ہوں تکلیفوں کو دور کرنے والا۔ اب یہ ۱۹۰۱ء کا جو الہام ہے اس کا خاص تعلق ہم سے معلوم ہوتا ہے۔ وَاِنّی اَنَا الرَّحْمٰنُ نَاصِرُ حِزْبِهٖ اور مَیں ہی رحمٰن ہوں اپنی جماعت کی مدد کرنے والا۔ پس ہم بھی رحمٰن خدا سے ہی جماعت کے لئے اس عاجزی کی حالت میں مدد طلب کرتے ہیں۔

اب قرآن کریم کی آیات میں جہاں لفظ رحمٰن آتا ہے وہ شروع کرتا ہوں۔ ﴿وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾۔ یہاں رحمٰن کے ساتھ رحیم بھی ہے اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے، کوئی معبود نہیں مگر وہی رحمٰن اور رحیم۔ (سورۃ البقرہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"تمہارا معبود صرف ایک ہی ہے جسے اللہ کہتے ہیں۔ ہر ایک کاملہ صفت سے موصوف، ہر ایک بُرائی سے پاک۔ بن مانگے احسانات کرنے والا۔ مانگنے والوں کے سوال و محنت پر عنایت فرمانے والا۔ اس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں"۔ (تصدیق براہین احمدیہ۔ صفحہ ۲۴۸)

آپؓ مزید بیان فرماتے ہیں کہ:۔

"اوپر کی آیات میں کفّار پر لعنتوں کا ذکر ہے۔ اب ان سے بچنے کا ایک نسخہ بتلایا ہے۔ اللہ کی طرف جھک جانا جو اپنی ذات و صفات میں یگانہ ہے۔ یہاں اس معبود کی دو عظیم الشان صفتوں کا ذکر ہے۔ الرَّحْمٰنُ: بلا مبادلہ رحم کرنے والا"۔ اب رحمٰن اس وقت سے ہے جب سے آفرینش سے کائنات کا وجود شروع ہوا ہے۔ بلا مبادلہ اس نے رحم کیا ہے بغیر کسی بدلہ کی خواہش کے، بغیر کسی بدلہ کے امکان کے۔ "الرَّحِيْمُ: سچی محنتوں کو ضائع نہ کرنے والا بلکہ ان پر ثمرات مرتّب کرنے والا۔ اب اپنی ہستی اور صفت رحمانیت کا ثبوت دیتا ہے۔ پہلا ثبوت آسمان و زمین کی پیدائش ہے اور رات و دن کا اختلاف۔ ایک چھوٹی سی پیالی انسان کسی کے پاس دیکھے تو یہ کبھی وہم میں نہیں آتا کہ خود بخود بن گئی تو اتنا بڑا آسمان و زمین دیکھ کر یہ یقین کیوں حاصل نہ ہو کہ ان کا پیدا کرنے والا بھی کوئی ہے"۔

(ضمیمہ اخبار بدر۔ قادیان۔ ۲۵ر مارچ ۱۹۰۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الرَّحْمٰنِ ذُوالْمَجْدِ وَالْفَضْلِ وَالْاِحْسَانِ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ. ثُمَّ جَعَلَ مِنْ لِسَانٍ وَاحِدَةٍ اَلسِنَةً فِی الْبُلْدَانِ كَمَا جَعَلَ مِنْ لَّوْنٍ وَّاحِدٍ اَنْوَاعَ الْاَلْوَانِ وَجَعَلَ الْعَرَبِيَّةَ اُمًّا لِكُلِّ لِسَانٍ"۔ یہ منن الرحمٰن میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات لی گئی ہیں۔ تمام تعریفیں اس اللہ کو جو رب اور رحمٰن ہے بزرگی اور فضل اور احسان اسی کی صفات ہیں، انسان پیدا کیا، اس کو بولنا سکھایا، پھر ایک زبان سے کئی زبانیں شہروں میں جاری کر دیں جیسا کہ ایک رنگ سے کئی رنگ انواع و اقسام کے بنادئے اور عربی کو ہر ایک زبان کی ماں ٹھہرایا"۔

اسی کتاب کے حاشیہ میں یہ عبارت درج ہے: "رحمت الٰہی نے دو قسم سے ابتدائی تقسیم کے لحاظ سے بنی آدم پر ظہور اور بروز فرمایا ہے اول و رحمت جو بغیر وجود عمل کسی عامل کے بندوں کے ساتھ شامل ہوئی جیسا کہ زمین اور آسمان اور شمس و قمر اور ستارے اور پانی اور ہوا اور آگ۔ وہ تمام نعمتیں جن پر انسان کی بقاء حیات موقوف ہے کیونکہ بلاشبہ یہ تمام چیزیں انسان کے لئے رحمت ہیں جو بغیر کسی استحقاق کے محض فضل اور احسان کے طور پر اس کو عطا ہوئے ہیں اور یہ ایسا فیض خاص ہے جو انسان کے سوال کو بھی اس میں دخل نہیں بلکہ اس کے وجود سے بھی پہلے یہ چیزیں اس بزرگ رحمت نے جو انسان کی زندگی انہی پر موقوف ہے وہ پیدا فرمائیں اور پھر باوصف اس کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ یہ تمام چیزیں انسان کے کسی نیک عمل سے پیدا نہیں ہوئیں بلکہ انسانی گناہ کا علم بھی جو خدا تعالیٰ کو پہلے سے تھا ان رحمتوں کے ظہور سے مانع نہیں ہوا"۔ یعنی خدا تعالیٰ کو علم تھا کہ انسان گنہگار ہوگا اس کے باوجود اس نے اپنی رحمتیں نازل فرمائیں۔

"کوئی آواگون کا قائل یا تناسخ کا ماننے والا گو کیسا ہی اپنے تعصب اور جہالت میں غرق ہو مگر یہ بات وہ منہ پر نہیں لا سکتا کہ انسان ہی نیک کاموں کا پھل اور نتیجہ ہے جس کے آرام کے لئے زمین پیدا کی گئی یا اس کی تاریکی دور کرنے کے لئے آفتاب و ماہتاب بنایا گیا، اس کے کسی نیک عمل کی جزا میں پانی اور اناج پیدا کیا گیا، اس کے کسی زہد و تقویٰ کی پاداش میں سانس لینے کے لئے ہوا بنائی گئی کیونکہ انسان کے وجود اور زندگی سے بھی پہلے یہ چیزیں موجود ہو چکی ہیں اور جب تک ان چیزوں کا وجود پہلے

فرض نہ کیا جائے تب تک انسان کے وجود کا خیال بھی ایک خیالِ محال ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ یہ چیزیں جن کی طرف انسان اپنے وجود حیات اور بقاء کے لئے محتاج تھا وہ انسان کے بعد ظہور میں آئے ہوں جو خود انسانی وجود جس احسن طور کے ساتھ ابتداء سے تیار کیا گیا ہے یہ تمام وہ باتیں ہیں جو انسان کی تکمیل سے پہلے ہیں اور یہی ایک خاص رحمت ہے جس میں انسان کے عمل اور عبادت اور مجاہدہ کو کوئی بھی دخل نہیں"۔

پھر سورۃ الرعد کی آیت نمبر ۳۱ ہے ﴿كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْخَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ. قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ﴾ اسی طرح ہم نے تجھے ایک ایسی امت میں بھیجا جس سے پہلے کئی امتیں گزر چکی تھیں تاکہ تو ان پر وہ تلاوت کرے جو ہم نے تیری طرف وحی کیا حالانکہ وہ رحمان کا انکار کر رہے ہیں۔ اب یہاں قرآن کریم کی وحی کو رحمانیت سے جوڑا گیا ہے جیسا کہ اور آیات میں بھی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رحمٰن ایک صرف کائنات کا رحمٰن نہیں یعنی بن مانگے کائنات کو دینے والا بلکہ بن مانگے اس نے قرآن جیسی نعمت بھی عطا کی۔ تو کہہ دے وہ میرا رب ہے، کوئی معبود اس کے سوا نہیں۔ اسی پر مَیں توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف میرا عاجزانہ جھکنا ہے۔

علامہ فخر الدین رازیؒ نے بھی اس آیت کی تفسیر کی ہے ﴿وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ ان کفار مکہ کا یہ حال ہے کہ اس خدائے رحمان کا جس کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے انکار کرتے ہیں حالانکہ ہر وہ نعمت جو ان کے پاس ہے وہ خدائے رحمٰن کی طرف سے ہی ہے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا بھی انکار کر دیا کہ تیرے جیسا بزرگ نبی اس نے ان کے پاس بھیجا ہے"۔ پس رحمانیت کا تعلق نہ صرف یہ کہ قرآن کے نزول سے ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وجود سے بھی ہے۔ اسی لئے آپ کو رحمۃ للعالمین فرمایا گیا ہے۔ "اور انہوں نے خدا کی اس نعمت کا بھی انکار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں معجزانہ کلام کے طور پر یہ قرآن نازل فرمایا"۔

پھر سورۃ بنی اسرائیل میں یہ آیت ہے ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ. اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى. وَلَاتَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا﴾ (بنی اسرائیل:۱۱۱)۔ تو کہہ دے کہ خواہ اللہ کو پکارو خواہ رحمان کو جس نام سے بھی تم پکارو سب اچھے نام اُسی کے ہیں اور اپنی نماز نہ بہت اونچی آواز میں پڑھ اور نہ اسے بہت دھیما کر اور ان کے درمیان کی راہ اختیار کر۔

سوال یہ ہے کہ رحمٰن کو پکارنا اور یہ کہنا کہ سب اچھے نام اسی کے ہیں اس کے ساتھ اس بات کا کیا تعلق ہے کہ نماز بہت اونچی آواز میں نہ پڑھ اور نہ اسے بہت دھیما کر۔ اس ضمن میں حضرت ابن عباس سے اسی آیت سے متعلق ایک روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں مخفی الحال رہ رہے تھے۔ جب آپ اپنے صحابہ کو نماز پڑھاتے تو تلاوت قرآن باآواز بلند کرتے۔ پس جب مشرک لوگ آپ کی آواز کو سنتے تو قرآن کو، قرآن نازل کرنے والے کو، قرآن لانے والے کو گالیاں دیتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے کہا ﴿ وَلَاتَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾ یعنی قرآن کی قراءت اتنی اونچی نہ کرو کہ اس کو سننے کے بعد مشرک قرآن کو گالیاں دیں۔ ﴿وَلَا تُخَافِتْ بِهَا ﴾ کا مطلب ہے کہ قرآن کو اتنا آہستہ بھی نہ پڑھ کہ اس کو تیرے صحابہ بھی نہ سن سکیں۔ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا﴾ اور ان دونوں کی درمیانی راہ اختیار کر۔ (مسلم کتاب التفسير)

اب سورۃ مریم کی یہ آیت ہے ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ. اِذِانْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا. فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَآ رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا. قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا﴾ (مریم:۱۷-۱۹) یہاں جب وہ فرشتہ خبر لے کے آیا تو ظاہری طور پر ایک انسان کی شکل ہی میں آیا تھا۔ اور ایسا انسان تھا جو نہایت خوبصورت اور متوازن جسم والا تھا۔ اس فرشتہ کے آنے پر حضرت مریم صدیقہ کو یہ احساس ہو گیا کہ یہ اچھی نیت سے نہیں آیا کیونکہ آپ کو یہ تو معلوم نہیں تھا کہ یہ فرشتہ ہے۔ یہ معلوم تھا کہ بہت ہی خوبصورت متوازن جسم والا انسان ہے۔ اس پر آپؑ نے پناہ مانگی رحمان خدا کی۔ اب اس میں رحمان خدا سے پناہ کا کیا موقع ہے۔ رحمان خدا سے پناہ کا یہ موقع ہے کہ آپ کو یہ یقین تھا کہ آپ کو جو بیٹا عطا ہو گا وہ اللہ کی رحمانیت کے نتیجہ میں عطا ہو گا اور کسی انسانی کوشش کا اس میں کوئی دخل نہیں ہو گا۔ اس لئے رحمان خدا کی پناہ میں آپ آئیں اور اُسی کی پناہ کا ذکر فرمایا جس کے متعلق آپ کو یقین تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش خدا کی رحمانیت کا مظہر ہو گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

"پہلے حضرت زکریاؑ کی دعاؤں کا ذکر کیا پھر مریم کا۔ کہ کس طرح مشکلات کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں آسانیاں دیں۔ اسی طرح رسول کریمؐ کو تسلّی دیتا ہے کہ دین اسلام ان مشکلات سے نکل جائے گا۔ مومنین کو چاہئے کہ اللہ پر بڑی بڑی امیدیں رکھیں۔ (بدر۔ ۲۴/اگست ۱۹۱۱ء)

اب یہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی تشریح ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ اس کا اسلام کا مشکلات میں سے نکلنے سے کیا تعلق ہے۔ جہاں تک مَیں نے غور کیا ہے اس کا تعلق یہی ہے کہ حضرت مریمؑ کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح ایک بیٹا عطا کیا تھا اسی طرح خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ بھی ذکر فرمایا کہ مَیں اپنے خاص بندے کو اپنی طرف سے مریمی صفات عطا کروں گا اور اس کے اندر سے وہ روحانی بیٹا پیدا ہو گا جو مسیح ہو گا۔

پس اس طرف اشارہ ہے دراصل کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہی مریمی صفات بھی عطا کی گئیں یعنی وہ پاکیزہ نفس جس کا انسانی خواہش سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ ان مریمی صفات کے بعد پھر انہی صفات میں سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو روحانی طور پر عیسیٰ بنایا اور یہ جو مسئلہ ہے یہ مسلمان مولویوں کے لئے بہت مشکل مسئلہ ہے۔ وہ ہمیشہ تضحیک سے کام لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت مریم جب بنایا گیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو کیا نعوذ باللہ من ذالک، ان کے قول کے مطابق، آپ کو حیض آتا تھا اور آپ اسی طرح مریم بنے جس طرح عورتیں ہوا کرتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس تضحیک کا کوئی جواب نہیں دیتے سوائے اس کے کہ یہ معاملہ اللہ پر چھوڑ دیتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو نہیں فرماتے لیکن مَیں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر یہی بات ہے تو قرآن کریم نے دو عورتوں کی مثال دی ہوئی ہے۔ ایک حضرت مریم کی جو اعلیٰ درجہ کی مثال ہے۔ اس میں کسی نفس کی ملونی شامل نہیں ہے اور ایک فرعون کی بیوی کی مثال ہے جو نسبتاً ادنیٰ درجہ کے مومن کی مثال ہے لیکن یہ بھی بڑی عظیم الشان ہے۔ تو مَیں مولویوں سے ہمیشہ پوچھا کرتا ہوں کہ اگر تم مریمی صفات کے حامل نہیں ہو سکتے اور نہ کبھی ہو سکتے ہو تو فرعون کی بیوی بن کے دکھاؤ اور پھر سوچو کہ تم کیا کرو گے اس وقت جب تمہارے نزدیک فرعون تمہارا خاوند ہو گا۔ تو یہ تضحیک کی باتیں ہیں اللہ تعالیٰ یہ تضحیک ان لوگوں پر الٹا دیا کرتا ہے۔

ایک دفعہ مجھے یاد ہے مسجد مبارک میں کراچی سے وفد آیا ہوا تھا۔ وہاں ایک مولوی نے بہت بڑھ چڑھ کر اور بہت ہی نخروں کے ساتھ یہ اعتراض کیا، یہ سب کچھ منظور ہے مجھے یہ سمجھا دیں کہ حضرت مسیح موعودؑ مریم کیسے بنے۔ مَیں نے کہا وہ تو تم سمجھ نہیں سکتے، تم گندی فطرت کے آدمی ہو، تم مجھے یہ سمجھاؤ کہ دو میں سے ایک تو تمہیں ضرور بننا ہو گا۔ اگر مریم نہیں بن سکتے تو فرعون کی بیوی بننا ہو گا۔ تو فرعون کی بیوی بن کر بتاؤ تمہارا کیا حال ہو گا۔ باقی باتیں مَیں تفصیل سے نہیں کہنا چاہتا، شرم ہے اور حیا مانع ہے مگر تمہیں تو کوئی شرم نہیں ہے، تم خود سوچ لو۔ یہ سنتے ہی وہ بھاگ گیا اور پھر دوبارہ اس مجلس سے نکل کر سیدھا کراچی جا پہنچا اور کبھی پھر اس نے کسی احمدی کا سامنا اس معاملہ میں نہیں کیا۔

تو یہ چیزیں رحمانیت سے تعلق رکھنے والی ہیں اور رحمٰن خدا ہی کی رحمت ہے کہ وہ اپنے بندے کو بغیر اس کی خواہش کے، بغیر اس کے نفس کے اعلیٰ درجہ کی صفات روحانی عطا کرتا ہے اور پھر اسی میں سے وہ عیسیٰ پیدا کرتا ہے جیسے مریم کو بغیر کسی ذاتی نفسانی خواہش کے حضرت عیسیٰ عطا کئے گئے تھے۔

سورۃ مریم ہی کی ایک اور آیت ہے ﴿يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا. يٰٓاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا﴾ (مریم:۴۵-۴۶)۔ کہ اے میرے باپ ﴿لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ﴾ شیطان کی عبادت نہ کر ﴿اِنَّ

جرمنی کا پہلا انٹرنیشنل جلسہ سالانہ مبارک ہو
تیسرے ہزار سال اور نئی صدی کے پہلے انٹرنیشنل جلسہ سالانہ جرمنی
کے بابرکت موقع پر KMAS TRAVEL کی انتظامیہ
تمام مہمانوں کی خدمت میں خوش آمدید اور مبارکباد پیش کرتی ہے
عمرہ، حج، جلسہ سالانہ قادیان اور عید کے موقعہ پر پاکستان جانے کے لئے
ہماری خدمات حاصل کریں اور کسی بھی ائرلائن میں اپنی نشست ابھی سے محفوظ کرائیں
ہماری ترقی کا راز ——— آپ کا پرخلوص تعاون
رابطہ: مسرور محمود + کاشف محمود
KMAS Travel Darmstadt . Germany
Tel: 06150-866391 Fax: 06150-866394
Mobile: 0170-5534658

الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا﴾ شیطان وہ بد بخت چیز ہے جس نے رحمان کا انکار کر دیا جبکہ رحمانیت کے انکار کے بعد کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ ﴿يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ﴾ یہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول ہے اپنے باپ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہ اے میرے باپ مَیں ڈرتا ہوں کہ تجھے رحمٰن خدا سے عذاب پہنچے گا ﴿فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا﴾ اس کے نتیجہ میں تو سوائے شیطان کے اور کسی کا دوست نہیں ہوگا اور شیطان تیرا دوست ہوگا۔

اب رحمان خدا سے عذاب پہنچنا ایک عذاب کی بہت ہی بھیانک شکل ہے کیونکہ رحمانیت تو ہر چیز پر حاوی ہے۔ اگر رحمٰن ہوتے ہوئے بھی اس کا عذاب کسی کو پہنچ جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے رحمانیت کے ہر تقاضے، ہر احسان کا انکار کر دیا ہے۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے لفظِ رحمٰن کے بعد یہ آیت رکھی ہوئی ہے کہ مَیں رحمان ہوں بہت ہی بخشش کرنے والا لیکن ﴿اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْد﴾ میرا عذاب بھی بہت سخت ہے۔ تو جو رحمانیت کا انکار کردے گا وہ بہت سخت عذاب کا اپنی زبان سے اقرار بلکہ اصرار سے مانگے گا۔

اب حضرت مریم کے ہاں جب پیدائش ہوئی ہے اس سے پہلے کی ایک آیت میں پھر لفظ رحمٰن آیا ہے۔ پس کیسا تسلسل ہے لفظ رحمٰن کا اور حضرت مریم کے بچے کا، یہ اتفاقی حادثہ نہیں ہو سکتا، ۲۳ سال کے عرصہ میں قرآن نازل ہوا ہے اور ۲۳ سال کے عرصہ میں ایک بھی تضاد نہیں۔ ہر جگہ مسیحیت کی پیدائش کو رحمانیت سے جوڑا گیا ہے۔ پس قرآن کریم خود اپنی زندگی کا ثبوت اور خدا کی رحمت کا ثبوت ہے جب تک رحمٰن خدا یہ قرآن جاری نہ فرماتا کوئی اپنی طرف سے بغیر کسی تضاد کے مسلسل رحمانیت کے متعلق ویسا ہی بیان نہ دیتا چلا جاتا کہیں نہ کہیں تو کوئی تضاد ملتا۔

اس آیت میں حضرت مریمؑ کو فرشتہ مخاطب کر کے کہتا ہے، یا اللہ تعالیٰ مخاطب کر کے کہتا ہے ﴿فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا﴾ تو کھا اور پی اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر ﴿فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا﴾ پس اگر تو کبھی کسی انسان کو دیکھے ﴿فَقُوْلِيْۤ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا﴾ کہہ دے مَیں نے اپنے رب رحمٰن سے یہ عہد کیا ہے کہ مَیں خود کلام نہیں کروں گی ﴿فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا﴾ (مریم:۲۷) پس اپنے رحمٰن سے جو مَیں نے عہد کیا ہے مَیں اس پر قائم ہوں اور مَیں اب کسی انسان سے خود کلام نہیں کروں گی۔

اس میں اشارہ اس طرف تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو بچپن ہی میں اپنے نبی ہونے کا اور نبوت کے احکام نازل ہونے کا ذکر آپ کو سکھا دیا تھا۔ اب لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ بچپن میں کیسے وہ نبی تھے۔ وہ نبی تو نہیں تھے اس وقت، یہ درست ہے آپ نبی نہیں تھے مگر بچہ خوابوں میں دیکھ سکتا ہے اور نیک بچے کو نیک خوابیں ہی آتی ہیں۔ جو بچہ ولد حرام ہو جیسا کہ آپ پر نعوذباللہ من ذٰلِك الزام لگایا جاتا تھا اس کو تو گندی خوابیں آنی چاہئیں تھیں لیکن حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے بچپن کے زمانہ میں بھی نہایت ہی اعلیٰ اور پاکیزہ خوابیں آتی تھیں اور حضرت مریم سے جب وہ سوال کرتے تھے کہ تیرا باپ تو بڑا پاکیزہ تھا تجھے کیا ہوگا تو خود بات کرنے کی بجائے حضرت مسیح کی طرف اشارہ فرما دیا کرتی تھیں، کہتیں اس سے پوچھو اور وہ چھوٹا سا بچہ پنگھوڑے میں باتیں کرنے والا یہ کہا کرتا تھا کہ مَیں تو وہ ہوں جسے کتاب دی گئی ہے، جسے نبی بنایا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس پر بہت سارے انعامات کئے ہیں تو بچے کو کیسے خیال خود بخود آ گیا۔ یہ وہم غلط ہے کہ اس وقت کتاب دی گئی تھی یہ ایک پیشگوئی تھی جو آئندہ جا کے پوری ہونی تھی۔ پس حضرت مسیح کو اس میں زکوٰۃ کا بھی حکم ہے بچہ تو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ صاف پتہ چلتا ہے کہ آئندہ جس زمانہ میں آپ زکوٰۃ کے قابل ہونے تھے آپ کو یہ حکم ملنا تھا۔

پھر سورۃ مریم ہی کی یہ آیت نمبر ۵۹ ہے ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ﴾ یہ سب وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ﴿مِنَ النَّبِيّٖنَ﴾ نبیوں میں سے ﴿مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ﴾ آدم کی اولاد میں سے، گویا جتنے بھی نبی ہیں آدم سے لے کر آپ تک وہ سارے کے سارے انعام یافتہ ہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے۔ ﴿وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ﴾ اور ان پر بھی انعام فرمایا جن کو ہم نے حضرت نوح کے ساتھ سیلاب سے پناہ دی ﴿وَمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ﴾ اور ابراہیم کی ذریت کو بھی اور اسرائیل کو بھی ہم نے اپنی نعمتیں عطا فرمائیں ﴿وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا﴾ اور ہر اس شخص کو جس کو ہم نے ہدایت دی اور چن لیا ﴿اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا﴾ جب ان پر رحمٰن خدا کی آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں ﴿خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا﴾ وہ سجدہ کرتے ہوئے جھک جاتے ہیں اور روتے ہوئے جھک جاتے ہیں۔

اب اس آیت کے سامنے السجدہ لکھا ہوا ہے اس کا یہ مطلب ضروری نہیں کہ یہیں اب سب لوگ سجدہ کریں۔ اپنے گھروں میں جا کر یاد رکھیں اور سجدہ کرلیں ورنہ رستے میں چلتے جب بازاروں میں انسان یہ آیت سنتا ہے تو یہ مطلب نہیں کہ وہیں گندی جگہ پہ سجدہ کر دیا جائے مگر گندی ہو یا صاف جگہ ہو فوری سجدہ ضروری نہیں ہے۔ واپس جا کے اپنے گھروں میں اپنی طرف سے سجدہ کر لینا کیونکہ یہ وہ سجدہ ہے جہاں رسول اللہ ﷺ بھی سجدہ کیا کرتے تھے۔

پھر سورۃ مریم ہی کی ایک اور آیت ہے ﴿فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ﴾ اس کے بعد انہوں نے ایک ایسی نسل پیچھے چھوڑی کہ جنہوں نے ﴿اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ﴾ جنہوں نے نمازیں ضائع کر دیں اور شہوات کی پیروی کی۔ حالانکہ حضرت مریم نے نہ کبھی نمازیں ضائع کیں نہ کبھی شہوات کی پیروی کی ﴿فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا﴾ پس ضرور وہ گمراہی کا نتیجہ دیکھ لیں گے۔ سوائے اس کے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل بجا لایا تو یہی وہ لوگ ہیں جو جنت میں داخل ہونگے اور ذرا بھی ظلم نہیں کئے جائیں گے، ہمیشگی کی جنتوں میں جن کا رحمٰن نے اپنے بندوں سے غیب سے وعدہ کیا ہے۔ یقیناً اس کا وعدہ ضرور پورا کیا جاتا ہے۔ اب ہمیشگی کی جنت کا رحمانیت سے کیا تعلق ہے۔ اگر صرف رحیمیت سے تعلق ہوتا تو ان کو بہت زیادہ بھی بدلہ دے دیا جاتا تو پھر بھی ہمیشگی کی رحمتیں تو ان کو نہیں مل سکتی تھیں۔ یہ صرف رحمان خدا کی طرف سے ہے کہ جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اور جو اس کے ساتھ، اس کی رضا کے ساتھ منسلک ہو جائے گا اس کی جنتیں بھی ہمیشہ کے لئے ہونگی اور وہ جنتیں کیسی ہونگی؟ وہ ان میں کوئی لغو باتیں نہیں سنیں گے۔ صرف سلام سلام کی آوازیں سنیں گے اور ان کے لئے ان کا رزق ان میں صبح و شام میسر کیا جائے گا۔ (مریم: ۶۰۔۶۳)

پھر سورۃ مریم ہی کی آیت ہے ﴿فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا. ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا﴾ (مریم: ۶۹۔۷۰) پس تیرے رب کی قسم! ہم انہیں ضرور اکٹھا کریں گے اور شیطانوں کو بھی، پھر ہم انہیں لازماً جہنم کے گرد اس طرح حاضر کریں گے کہ وہ گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہونگے۔ تب ہم ہر گروہ میں سے اسے کھینچ نکالیں گے جو رحمٰن کے خلاف بغاوت میں سب سے زیادہ سخت تھا۔

اب دیکھئے سورۃ مریم میں رحمانیت کی کیسی تکرار ہے۔ یہ حیرت انگیز کلام ہے جو خدا کے کلام کے سوا ممکن ہی نہیں۔ ایک ہی سورۃ میں اس کثرت سے رحمانیت کا ذکر جس میں رحمانیت کا مظہر حضرت مریم کو بنایا گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بنایا گیا۔ فرمایا پھر جنہوں نے رحمان کے خلاف بغاوت کی ہے ہم ان پر بہت سختی کریں گے۔

پھر سورۃ مریم میں ایک دفعہ پھر فرمایا ﴿قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا. حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ. فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضْعَفُ جُنْدًا﴾ (مریم: ۷۶)۔ تُو کہہ دے جو گمراہی میں ہوتا ہے رحمان اُسے ضرور کچھ مہلت دیتا ہے یہاں تک کہ آخر جب وہ اُسے دیکھ لیں گے جس کا وہ وعدہ دیئے جاتے ہیں، خواہ وہ عذاب ہو یا قیامت کی گھڑی، تو وہ ضرور جان لیں گے کہ کون مرتبے کے لحاظ سے بدترین اور جتھے کے لحاظ سے سب سے زیادہ کمزور تھا۔ ﴿يَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا﴾ اس کو مہلت دیتا ہے اور یہ بھی سورۃ مریم ہی کی آیت ہے۔ پس رحمانیت کے ساتھ مریمی صفات کا بہت گہرا تعلق ہے اور جب رحمٰن خدا ناراض ہو جائے تو پھر انسان اپنے بدانجام کو ضرور پہنچتا ہے اور اپنی بداعمالیوں کا نتیجہ دیکھ لیتا ہے۔

اب سورۃ مریم ہی کی ایک اور آیت ہے۔ حیرت انگیز ہے کہ سورۃ مریم میں رحمانیت کا کس کثرت سے ذکر ہے ﴿اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا﴾ پس بتا تو سہی کیا تو نے دیکھا ہے ایسا شخص ﴿كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا﴾ جس نے ہماری آیات کا انکار کیا ﴿وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا﴾ اور کہا مجھے ضرور مال اور اولاد عطا کی جائے گی۔ ﴿اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا﴾ کیا وہ غیب پر اطلاع پا گیا ہے یا رحمٰن خدا سے کوئی عہد کیا ہے یا رحمٰن خدا نے اس سے عہد

جلسہ سالانہ جرمنی کے موقعہ پر باہر سے آنے والے مہمانوں کے لئے

ہر طرح کے ملبوسات پر بطور خاص

سیل ...... ۱۳/اگست تا ۲۸/اگست ...... سیل

BELA BOUTIQUE & ÄNDERUNGSSCHNEIDEREI

ہماری ٹیلرنگ شاپ میں ہر طرح کے زنانہ و مردانہ ملبوسات کی سلائی اور مرمت کا انتظام

Tel: 069 24246490 + 069 24279400
Kaiser Str. 64 Laden 31-35 Frankfurt (Germany)
e-mail: belaboutique@aol.com
www bela-boutique.de

کیا ہے۔اب دیکھیں سورۃ مریم میں پھر رحمانیت کا ذکر اور یہ دیکھیں کہ جب رحمان خدا عہد کرتا ہے تو اس کو ضائع نہیں کرتا۔ پس رحمان خدا نے حضرت مریم سے جو عہد کیا تھا دیکھو کس شان کے ساتھ اس کو پورا کیا اور اس عہد کو ضائع نہیں کیا۔ فرمایا ﴿كَلاَّ. سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا﴾ خبردار ہم ضرور لکھ رکھیں گے جو وہ کہتا ہے اور ہم اس کے لئے عذاب کو بڑھاتے چلے جائیں گے۔(مریم:۷۸۔۸۰)

یہاں "لکھ رکھیں گے" کے مضمون کو اچھی طرح سمجھیں۔ بار بار پہلے بھی مَیں عرض کر چکا ہوں کہ کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جہاں لکھا جاتا ہے جو ظاہری ورق ہو بلکہ لکھنے سے مراد دو باتیں ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ فرض ہو گئی ہے کوئی اس لکھے کو مٹا نہیں سکتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ باتیں فرض کے طور پر لکھ رکھی ہیں اور خدا کی کتابت کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ دوسرے لکھ رکھنے سے مراد یہ ہے کہ انسان سمجھتا ہے کہ اس کے اعمال خاموشی میں نکلتے چلے جا رہے ہیں۔ اور اندھیروں میں چھپتے چلے جا رہے ہیں لیکن کوئی اس کی بات ایسی نہیں ہے جو قیامت کے دن پھر اس کے سامنے پیش نہیں کی جائے گی۔ پس ایسی کتاب ہے جس کے متعلق انسان کہے گا ﴿مَا لِهٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً﴾ کہ عجیب کتاب ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی بات بھی اس میں لکھی ہوئی ہے اور بڑی سے بڑی بات بھی۔ کسی بات کو یہ کتاب نہیں چھوڑتی۔ پس انسان کو اپنے اعمال سے اس لحاظ سے بے خبر نہیں رہنا چاہئے کہ گویا وہ ماضی میں یا اندھیروں میں دفن ہو چکے ہیں۔ مدفون اعمال پھر نکالے جائیں گے۔

حضرت امام بخاری صحیح بخاری میں بیان کرتے ہیں:

حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں لوہار کے طور پر کام کیا کرتا تھا اور عاص بن وائل کے ذمہ میرا کچھ قرض تھا۔ ایک بار مَیں قرض مانگنے اُس کے پاس آیا تو اُس نے کہا کہ مَیں ہرگز تیرا قرض واپس نہیں کروں گا یہاں تک کہ تُو محمدؐ کا انکار کرے۔ اب بدبختی سے پاکستان کے مُلاں بھی یہی کام کر رہے ہیں احمدیوں کے ساتھ۔ قرض لیا ہو تو واپس نہیں کرتے۔ کہتے ہیں تمہارا قرض واپس کرنا حرام ہے اور جب تک تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں نہیں دے گا اور ان کا انکار نہیں کرے گا ہم تیرا قرض واپس نہیں کریں گے۔ یہ وہی باتیں ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بھی ہو رہی تھیں۔

خبابؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے کہا کہ مَیں ہرگز آپؐ کا انکار نہیں کروں گا خواہ تُو ایک بار مرے اور پھر زندہ ہو کر بھی اس کا مطالبہ کرے۔ وہ کہنے لگا کہ مَیں نے مرنے کے بعد زندہ ہونا ہی ہے"۔ یہ اس نے طنز کی بات کی تھی یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ یقین رکھتا تھا کہ مرنے کے بعد زندہ ہو جاؤں گا۔ تو کہتا ہے ٹھیک ہے اگر مرنے کے بعد مَیں نے زندہ ہونا ہی ہے مال اولاد کی طرف لوٹوں گا تو تیرا قرض بھی چکا دوں گا۔ حضرت خبابؓ کہتے ہیں کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿اَفَرَأَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَالرَّحْمٰنِ عَهْدًا كَلاَّ. سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا. وَنَرِثُهُ مَا يَقُوْلُ وَ يَأْتِيْنَا فَرْدًا﴾۔

حیرت انگیز ہے سورۃ مریم ہی کی ایک اور آیت آ گئی ہے ﴿يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا﴾ جب متقیوں کو رحمٰن کے پاس ایک وفد کی صورت میں لائیں گے ﴿وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا﴾ اور ہم مجرمین کو جہنم کے گھاٹ کی طرف ہانکتے ہوئے لے جائیں گے ﴿لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَالرَّحْمٰنِ عَهْدًا﴾ (مریم:۸۶۔۸۸) کسی کے کوئی شفاعت کام نہیں آئے گی۔ سوائے اس کے کہ کسی نے رحمان خدا سے وعدہ لیا ہو۔ شفاعت کا مضمون بھی رحمانیت ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ کوئی اور ذات شفاعت کی اجازت نہیں دے سکتی مگر رحمٰن خدا۔ پس اگر رحمانیت سے ہم تعلق جوڑیں گے تو خدا کی شفاعت کے بھی امیدوار ہونگے۔

﴿قَالُوْا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا﴾ اور انہوں نے یہ کہا کہ رحمان نے ایک بیٹا بنا لیا ہے ﴿لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا﴾(مریم:۸۹۔۹۰) تم بہت ہی بری بات لے کے آئے ہو۔ اب کفار مکہ اس لحاظ سے عیسائیوں سے بہتر تھے کہ وہ کہتے تھے خدا نے، رحمان نے بیٹا بنا لیا ہے خود بیٹا پیدا کرنے کا الزام نہیں لگاتے تھے لیکن عیسائیوں نے حضرت مسیح کو اللہ کا بیٹا قرار دیا اور یہ آیت بھی دیکھئے سورۃ مریم ہی میں موجود ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ﴿مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا﴾ دوسرے مقام پر فرماتا ہے کہ ۲۵ پارہ سورۃ الزخرف اخیر رکوع میں ﴿وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ یعنی وہ شفیع ہوگا جو آج کل حق کی گواہی دے رہا ہے اور اسے سب جانتے ہیں یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

"اور کہتے ہیں کہ رحمان نے حضرت مسیحؑ کو بیٹا بنا لیا ہے۔ یہ تم نے اے عیسائیو! ایک چیز بھاری کا دعویٰ کیا ہے"۔ یعنی بہت بھاری چیز کہی ہے، بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ "نزدیک ہے جو اس سے آسمان و زمین پھٹ جاویں اور پہاڑ کانپنے لگیں کہ تم انسان کو خدا بناتے ہو۔ پھر بعد اس کے جب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا اس خدا بنانے میں یہودی لوگ جو اوّل وارث توریت کے تھے، جن کے عہدِ عتیق کی پیشگوئیاں سراسر غلط فہمی کی وجہ سے پیش کی جاتی ہیں، کیا کبھی انہوں نے جو اپنی کتابوں کو روز تلاوت کرنے والے تھے اور ان پر غور کرنے والے تھے اور حضرت مسیح بھی ان کی تصدیق کرتے تھے کہ یہ کتابوں کا مطلب خوب سمجھتے ہیں ان کی باتوں کو مانا۔ کیا کبھی انہوں نے ان بہت سی پیش کردہ پیشگوئیوں میں سے ایک کے ساتھ اتفاق کر کے اقرار کیا کہ ہاں یہ پیشگوئی حضرت مسیح کو خدا بتاتی ہے"۔

اب عیسائیوں کا یہ طریق ہے کہ پرانی بائبل کے حوالہ سے بہت سی پیشگوئیوں کا بگاڑ کر یہ مطلب نکالتے ہیں مگر جن پر یہ کتابیں نازل کی گئیں یعنی یہود کی قوم انہوں نے ایک دفعہ بھی حضرت مسیح کے اوپر ان پیشگوئیوں کا اطلاق نہیں کیا، سو فیصدی ایک بار بھی اطلاق نہیں کیا تو جن پر وہ کتاب نازل ہوئی تھی کیا ان کو تو سمجھ نہیں آئی اور بعد میں عیسائیوں کو اس کی سمجھ آ گئی۔ "ایک دانا سوچ سکتا ہے کہ اگر حضرت مسیح سے ان کو کچھ بخل اور بغض پیدا ہوتا تو اس وقت پیدا ہوتا جب حضرت مسیح تشریف لائے"۔ یعنی مسیح تشریف لے آئے اس وقت تو کہا جا سکتا ہے کہ بخل کی وجہ سے اور عناد کی وجہ سے ان کا انکار کیا لیکن پہلے تو وہ بڑی محبت سے ان کا انتظار کیا کرتے تھے پھر کیا وجہ ہے کہ انہوں نے انکار کیا۔ اس لئے کہ بائبل میں ان کے نزدیک ان کے آنے کی کوئی بھی ایسی پیشگوئی نہیں تھی جو آپ کی ذات میں پوری ہوئی ہو۔ پس یہ تمام باتیں ہیں۔ جنگ مقدس میں سے یہ عبارت لی گئی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ رحمان خدا کے متعلق سب سے بڑا جھوٹ بولنے والی قوم اس زمانہ میں عیسائی قوم ہے اور سب سے زیادہ ظلم کرنے والے عیسائی لوگ ہیں اور اسی لئے ان سے وعدہ ہے بالآخر کہ اس قسم کا ان کو عذاب دیا جائے گا کہ اس سے پہلے کبھی کسی قوم کو یہ عذاب نہیں دیا گیا۔

دو جنگیں تو آپ دیکھ چکے ہیں اب تیسری جنگ کو آپ دیکھ لیں اگر آپ زندہ رہے، دعا میری یہی ہے کہ ہمیں اس خوفناک تباہی کو دیکھنے سے پہلے اللہ اٹھا لے ورنہ بہت بڑی تباہی آنے والی ہے۔ پس رحمان کے انکار کے نتیجہ میں ساری بربادیاں آنے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمانیت کے سائے تلے رکھے، ہمارے گناہ بخشے اور ہمیں اپنے فضل کے ساتھ اپنی رحمانیت کے سائے تلے اٹھائے۔

والدین کی ذمہ داری

حضرت خلیفة المسیح الثالثؒ فرماتے ھیں:

"اولاد کی تربیت اور اس کو قرآن کریم پڑھانے کی اصل ذمہ داری والدین پر ہے۔ انہیں اس کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ ان سے سوال کیا جائے گا کہ انہوں نے اپنی اولاد کو اس نعمت یعنی قرآن کریم سے جو انہیں حاصل تھی کیوں محروم کر دیا"۔ (الفضل ۳؍فروری ۱۹۶۶ء صفحہ ۴)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 020 - 8553 3611

داستان حیات

(عبدالکریم شرما۔ لندن)

مکرم مولانا عبدالکریم صاحب شرماؔ کو ۲۹ سال تک مشرقی افریقہ کے ممالک یوگنڈا، تنزانیہ، کینیا، زنجبار وغیرہ میں مرکزی مبلغ کے طورپر خدمت دین کی سعادت حاصل رہی ہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ انگلستان میں مقیم ہیں۔ ذیل میں آپ کی ''داستان حیات'' کے بعض نہایت دلچسپ اور ایمان افروز حالات وواقعات ہدیۂ قارئین ہیں۔ ان سے معلوم ہوگا کہ کس طرح احمدی مبلغین اور ان کے اہل وعیال نے نہایت نامساعد اور مشکل حالات میں خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دین کو دنیا پرمقدم کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی کوششوں اور دعاؤں میں برکت رکھ دی کہ آج ان ممالک میں ہر سال لاکھوں کی تعداد میں افراد حلقہ بگوش اسلام واحمدیت ہو رہے ہیں اور احمدیت خدا کے فضل کے ساتھ شاہراہ غلبہ اسلام پربڑی تیزی سے آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ الحمدللہ۔ اللھم زد وبارک۔

اللہ تعالیٰ ان تمام مبلغین اور ان کے خاندانوں اور ان سب احمدیوں پر بے حد رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور انہیں اپنے غیر معمولی فضلوں سے نوازے جنہوں نے جماعت کی ترقی و استحکام کے لئے ایمان و اخلاص اور فدائیت کی روشن مثالیں قائم کیں۔ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ ۔ (مدیر)

خاکسار کا نام عبدالکریم شرما ہے۔ پیدائشی احمدی ہوں۔ ولادت قادیان میں ۲۶ رمئی ۱۹۱۸ء کو ہوئی۔ میرے والد حضرت شیخ عبدالرحیمؓ شرما خدا تعالیٰ کے فضل سے صحابی تھے۔ ان کی ولادت ریاست پٹیالہ کے قصبہ بنوڑ میں ہوئی۔ وہ برہمن قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ سابق نام کشن لال تھا۔ ۱۹۰۴ء میں انہوں نے قادیان آکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت منشی عبدالوہاب سناکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جوخود پہلے ہندو تھے آپ کو تبلیغ کی تھی۔ ان کی صحبت نے آپ کو اسلام کی طرف مائل کیا تھا۔ ان کے ہمراہ آپ قادیان آئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔ بعد میں والد صاحب کی شدید مخالفت ہوئی اس لئے آپ ۱۹۱۰ء میں وطن چھوڑ کر قادیان میں آ بسے۔ یہاں آکر سلسلہ کے دفاتر میں بطور کلرک کام کرتے رہے۔ ۱۹۶۵ء میں ربوہ میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔ آپ کی پہلی بیوی ہندو تھیں ان کے بطن سے دو لڑکے پیدا ہوئے لیکن آپ کے مسلمان ہوجانے کے بعد بیوی نے آپ کا ساتھ نہ دیا۔ غالباً ۱۹۳۰ء میں دونوں لڑکوں نے اور ان کی والدہ نے ہندو ہونے کی حالت میں وفات پائی۔ جدّی رشتہ داروں میں میری دادی اماں کو اللہ تعالیٰ نے اسلام قبول کرنے کی توفیق دی۔ انہوں نے ۱۹۲۰ء میں اسلام قبول کیا تھا۔ سابق نام جمنا دیوی تھا۔ اسلامی نام حمیدہ رکھا گیا۔ ۱۹۳۵ء میں قادیان میں وفات پائی، بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔

میرے نانا کرنل کرم داد خانؓ بھی صحابی تھے۔ وہ اعوان قوم سے تعلق رکھتے تھے اور کھاریاں کے نواح میں موضع ڈھینگ کے باشندہ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں قادیان میں ہجرت کر آئے تھے اور خادمانہ حیثیت سے ''الدار'' کی دربانی کرتے تھے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض دوسرے صحابہؓ کی روایات میں ان کا ذکر آتا ہے۔ غالباً ان کی وفات ۱۹۰۴ء میں قادیان میں ہوئی تھی۔ میری نانی سلطان بی بی صاحبہ مرحومہ مغل قوم سے تعلق رکھتی تھیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انہوں نے دودھ پلایا تھا۔ حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کی کئی رضاعی والدائیں تھیں ان میں ایک وہ بھی تھیں۔ میری خالہ رحمت بی بی مرحومہ کے ساتھ حضرت صاحبزادہ صاحب نے دودھ پیا تھا۔ وفات پاچکی ہیں بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔

میری والدہ مرحومہ عائشہ بیگم حضرت امّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پروردہ تھیں۔ والدہ بھی اس لحاظ سے صحابیہ تھیں کہ انہوں نے بچپن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا تھا بعض باتیں بھی ان کو یاد تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے وقت ان کی عمر ۹ سال کی تھی۔ بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔ میری والدہ کو یہ سعادت بھی ملی کہ انہوں نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی بی بی امتہ الرشید کو دودھ پلایا تھا۔ اس کے علاوہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین بچیوں کی بھی وہ رضاعی والدہ تھیں۔

میری اولاد دو بیٹیاں ہیں۔ عزیزہ امتہ السمیع اور عزیزہ ریحانہ کوثر۔ دونوں خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہیں۔ عزیزہ ریحانہ ہائی ویکمب میں لجنہ اماءاللہ کی صدر ہیں۔ ان کے میاں ڈاکٹر بشارت احمد نذیر حضرت مولانا نذیر احمد صاحب علی مرحوم سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ کے فرزند ہیں۔ ان کو بھی ڈل سیکس کی جماعتوں کے ریجنل صدر کے طور پر خدمت کی توفیق ملی ہے۔

میرے تین بھائی اور دو بہنیں حیات ہیں۔ چھوٹے بھائی میجر (ریٹائرڈ) عبدالحمید شرما صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی تحریک پر اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش کیا تھا۔ پہلے اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری مقرر ہوئے، پھر بطور نائب ناظم وقف جدید کام کرتے رہے۔ سندھ کے ضلع تھرپارکر میں ان کو ہندوؤں میں کام کرنے کا خاصہ موقع ملا ہے۔

دوسرے بھائی شیخ عبدالرشید صاحب شرما پاکستان بننے کے بعد ۱۹۵۰ء میں شکارپور میں آباد ہو گئے تھے۔ وہ اس وقت سندھ کے چار اضلاع شکارپور، سکھر، جیکب آباد اور گھوٹکی کے امیر ہیں۔

شکارپور میں احمدیت کی مخالفت زوروں پر رہی ہے قتل کی دھمکیاں ان کو اور ان کے افراد خاندان کو ملتی تھیں۔ لیکن یہ خاندان ثبات قدم سے خدمت دین میں لگا رہا۔ معاندین نے بالآخر دھمکیوں کو عملی جامہ پہنایا۔ ۱۹۹۵ء میں ان کے بڑے بیٹے شیخ مبارک احمد شرما کو اور ۱۹۹۷ء میں دوسرے بیٹے شیخ مظفر احمد شرما کو شہید کردیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان دونوں عزیزوں کی شہادت ہمارے خاندان کا اعزاز ہے۔

تیسرے بھائی عبداللطیف شرما صاحب حیدرآباد سندھ کے صدر تھے۔ اب کینیڈا جاچکے ہیں۔ وہاں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

میری اہلیہ سکینہ بیگم کے والد حضرت شیخ عبدالرب مرحوم ہندوؤں سے مسلمان ہوئے تھے۔ بڑے مخلص اور پرجوش داعی الی اللہ تھے۔ بیوی کے بڑے بھائی شیخ عبدالقادر مرحوم بڑے پائے کے سکالر تھے۔ جماعت میں بطور محقق عیسائیت معروف ہیں۔ میری اہلیہ کو شروع سے لجنہ کے تحت خدمت کی توفیق ملتی رہی ہے۔ شادی سے قبل فیصل آباد کی لجنہ کی صدر تھیں۔ بعد میں مشرقی افریقہ میں ٹبورا، دارالسلام، ممباسہ، جنجہ اور نیروبی میں لجنہ کی صدر رہیں۔ قیام ربوہ کے دوران محلہ دارالعلوم غربی کی صدر تھیں۔ کچھ عرصہ لجنہ اماءاللہ ربوہ کی سیکرٹری تربیت کے طور پر کام کیا۔ انگلستان میں آکر حلقہ انرپارک لندن کی صدر تھیں۔ قرآن مجید پڑھانے کا ان کو شغف ہے۔ جس جگہ رہیں قرآن کریم پڑھانے کا کام انہوں نے بالالتزام کیا۔ اس طرح پر بہت سے احمدی اور غیر احمدی بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی ان کو توفیق ملی ہے۔

لوائے احمدیت کی پاسبانی

میں نے ۱۹۳۹ء میں مولوی فاضل اور ۱۹۴۱ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا تھا۔ طالبعلمی کے زمانہ میں جب مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام ہوا تو خاکسار کئی سال تک محلہ دارالفضل قادیان کا زعیم رہا۔ جلسہ سالانہ ۱۹۳۹ء میں خلافت جوبلی کے موقع پر لوائے احمدیت تیار ہوا اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دست مبارک سے اس کو پہلی دفعہ لہرایا۔ اس موقع پر جن نوجوانوں کو لوائے احمدیت کی پاسبانی کا شرف بخشا ان میں مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب مرحوم اور خاکسار بھی شامل تھے۔ الحمدللہ علی ذالک۔ ان دنوں میرے رشتہ کی بات چل رہی تھی۔ میری بیوی کو تامل تھا۔ وہ جلسہ پر اپنی والدہ کے ساتھ لائلپور سے قادیان آئی ہوئی تھیں۔ زنانہ جلسہ گاہ میں بھی حضور کی آواز پہنچ رہی تھی۔ جب انہوں نے حضور کی زبان مبارک سے میرا نام سنا تو ان کے خیالات بدل گئے اور انہوں نے والدین کی تجویز پر رضامندی کا اظہار کر دیا۔ جلسہ کے بعد ہمارا نکاح ہوگیا۔

زندگی وقف کرنے کا واقعہ

مَیں مدرسہ احمدیہ کی چوتھی یا پانچویں جماعت میں پڑھتا تھا کہ بعض وجوہ کی بناپر میرا دل مدرسہ سے اچاٹ ہوگیا۔ مَیں چاہتا تھا کہ مدرسہ احمدیہ چھوڑ کر ہائی سکول میں تعلیم حاصل کروں۔ انہی دنوں میرے دو کلاس فیلو جو حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند تھے مدرسہ احمدیہ چھوڑ کر ہائی سکول میں چلے گئے تھے اس وجہ سے بھی مَیں پرشوق ہو گیا تھا۔ حضرت والد صاحب سے مَیں نے ایک دو دفعہ اپنی خواہش کا اظہار کیا لیکن انہوں نے توجہ نہ دی۔ ایک دن مَیں نے بہت اصرار کیا اور کہا کہ آپ نے دوسرے بھائیوں کو تو ہائی سکول میں داخل کروایا ہوا ہے مجھے کیوں مدرسہ احمدیہ میں پڑھاتے ہیں۔ اس وقت ہم صحن میں چولہے کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ والد صاحب نے فرمایا: دیکھو! مَیں ہندوؤں سے مسلمان ہوا تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ اس نے اسلام کی نعمت سے مجھے نوازا۔ لیکن مَیں افسوس کرتا ہوں کہ مَیں اسلام کی کوئی خدمت نہیں کر سکا۔ میرے دل میں یہ خواہش ہے کہ میرا بیٹا خدمت کرے اس نیت سے مَیں نے تم کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کروایا تھا کہ دینی علوم کو حاصل کر کے اس قابل ہو جاؤ کہ خدمت کر سکو۔ لیکن اب تم کہتے ہو کہ مَیں مدرسہ احمدیہ میں نہیں پڑھنا چاہتا۔ وہ دلگیر ہو کر اٹھ کر کھڑے ہوگئے اور کمرے کے اندر جا کر نماز پڑھنا شروع کر دی۔ جس جذبہ سے انہوں نے بات کہی اور جو کیفیت ان کی اس وقت ہوئی اس کا میرے دل پر خاص اثر ہوا۔ رات کو نیند نہیں آئی اور والد صاحب کے لئے دعائیں کرتا رہا۔ صبح مَیں نے عہد کیا کہ والد صاحب کی خواہش کے مطابق مدرسہ احمدیہ میں تعلیم جاری رکھوں گا اور زندگی وقف بھی کروں گا۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب وقف زندگی کی تحریک فرمائی تو مَیں نے حضور کی خدمت میں خط لکھ کر درخواست کی کہ حضور ازراہ کرم میرا وقف منظور فرمائیں۔ کچھ عرصہ کے بعد دفتر کی طرف سے جواب ملا کہ آپ کا نام نوٹ کرلیا گیا ہے۔

میری اہلیہ کا عہد

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد مَیں بیمار ہو گیا اس لئے اس وقت خدمت کے لئے نہیں بلایا گیا۔ کچھ دیر کے بعد مَیں فوج میں ملازم ہو گیا۔ ۱۹۴۵ء میں مَیں لورالائی (بلوچستان) میں متعین تھا۔ میری اہلیہ میرے ساتھ تھیں اور حاملہ تھیں۔ وضع حمل کے دن قریب تھے۔ کھانسی کا ان کو شدید دورہ پڑتا تھا۔ شام کو ڈاک آئی اس میں دفتر تحریک جدید کی چٹھی تھی جس میں لکھا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے آپ کو مشرقی افریقہ

بھجوانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ جنگ چونکہ اختتام کو پہنچ رہی ہے اس لئے فوج سے ریلیز لے کر قادیان آ جاؤ۔ میری اہلیہ چارپائی پر کروٹ لئے لیٹی ہوئی تھیں۔ مَیں گھر آ کر ان کی پشت کی طرف چارپائی پر بیٹھ گیا اور ڈاک چارپائی پر رکھ دی اور خود الفضل کا پیکٹ کھول کر اخبار پڑھنے لگا۔ میری اہلیہ نے وکالت دیوان کی چٹھی اٹھا کر پڑھی۔ ان کے ہلنے سے مجھے محسوس ہوا کہ وہ رو رہی ہیں۔ مَیں نے خیال کیا کہ اچانک یہ معلوم کر کے کہ مجھے افریقہ بھجوانے کے لئے بلوایا جا رہا ہے شاید ان کو صدمہ ہوا ہے۔ آہستہ آہستہ دل اطمینان پکڑ لے گا۔ کچھ دیر کے بعد انہوں نے کروٹ بدل کر مونہہ میری طرف کیا اور کہا کہ مجھے چٹھی پڑھ کر قلق ہوا تھا کہ مَیں اس حالت میں ہوں اور بیمار ہوں۔ بچیاں بہت چھوٹی ہیں۔ آپ چلے گئے تو ہمارا کیا ہوگا۔ مَیں نے دعا کی ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اطمینان بخشا ہے۔ اب مَیں نے خدا تعالیٰ سے عہد کیا ہے اور صدق دل سے خود آپ کو وقف کرتی ہوں۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح کی آواز پر لبیک کہیں اور بے فکر ہو کر خدمت کے لئے جائیں۔ انشاء اللہ آپ مجھے اس عہد پر ثابت قدم پائیں گے۔ اگلے دن مَیں نے کمانڈنگ آفیسر کو کہہ کہ ہیڈ کوارٹر کو ریلیز کرنے کے لئے درخواست کی اور رخصت لے کر فیملی کو قادیان چھوڑنے کے لئے چلا گیا۔ وہاں سے جبل پور اپنے سنٹر گیا۔ کچھ عرصہ ریلیز ہونے میں لگا۔ واپس آیا تو وضع حمل کا وقت آ چکا تھا، بیٹا پیدا ہوا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبد الولی نام رکھا۔ لڑکے کی ولادت کے بعد اہلیہ کی بیماری نمایاں ہو گئی۔ معلوم ہوا ٹی بی ہے۔ علاج کے لئے ان کو لاہور لایا گیا اور گلاب دیوی ہسپتال میں جو T.B. کا ہسپتال ہے ان کو داخل کروا دیا۔ ادھر وکالت تبشیر نے مشرقی افریقہ کے مشن کو انٹری پرمٹ بھجوانے کے لئے لکھا اور پاسپورٹ بنوانے کی کارروائی شروع کر دی۔

قبولیت دعا کا نشان

ایک دن میرے دل میں زور سے تحریک ہوئی کہ بیوی کی صحت کے لئے تخلیہ میں جا کر دعا کروں۔ صبح نو بجے کا وقت تھا محلّہ دار الفضل کی مسجد میں جا کر اندر سے دروازے بند کر لئے اور نماز میں اپنے ربّ کے حضور مضطر ہو کر فریاد کی۔ تیسری رکعت کے لئے جب کھڑا ہوا تو کشفی حالت طاری ہو گئی۔ مَیں نے دیکھا ہمارے گھر کے سامنے والے میدان کے گرد خاردار تار کی باڑ لگی ہوئی ہے۔ باڑ کے اندر ایک لڑکا جس کا نام عطاء الرحمٰن ہے کھڑا ہے۔ اس کے ہاتھ میں سبز رنگ کی دو پنسلیں ہیں، ایک بڑی اور ایک چھوٹی، میری چھنگلی جتنی۔ مَیں باڑ کے باہر کھڑا ہوں۔ بڑی پنسل کے ایک سرے پر چپ سے پڑے ہوئے ہیں۔ لڑکے نے ہاتھ بڑھا کر کہا ان میں سے ایک پنسل آپ لے لیں۔ مَیں نے بڑی پنسل لے لی۔ اس پر اس نے ہاتھ کھینچ لیا اور چھوٹی پنسل واپس کر لی۔ نماز ہی میں مجھے تفہیم ہوئی کہ اہلیہ کو صحت ہو جائے گی اور بچہ فوت ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ چند دنوں کے بعد بچہ نمونیہ سے فوت ہو گیا اور اہلیہ کو اللہ تعالیٰ نے صحت دی اور وہ بفضل خدا اب تک حین حیات ہیں۔ اس وقت ان کی عمر ۷۶ سال کے قریب ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی شفقت

اہلیہ کی بیماری کی وجہ سے دل میں اضطراب تھا۔ ایک دن مَیں ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر ملہوترہ کو ملا اور اہلیہ کی بیماری کی کیفیت معلوم کرنا چاہی۔ مَیں نے ان کو بتایا کہ مَیں احمدیہ جماعت سے تعلق رکھتا ہوں اور عنقریب دعوت الی اللہ کی غرض سے افریقہ جانے والا ہوں، چاہتا ہوں کہ روانہ ہونے سے قبل اہلیہ کی صحت کے متعلق مجھے اطمینان ہو جائے۔ وہ کہنے لگے آپ ان کو بہت دیر سے ہسپتال لائے ہیں۔ بائیں پھیپھڑے کی حالت اچھی نہیں ہے۔ بیماری تیسرے درجہ تک پہنچ گئی ہے۔ صحت کے متعلق حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ پھر سوچ کر کہنے لگے ایک نیا علاج Thoracoplasty کا آپریشن ہے جو ابھی لاہور میں شروع نہیں ہوا۔ کسولی میں ایک انگریز سرجن یہ آپریشن کرتے ہیں، آپ ان سے آپریشن کروا لیں۔ قادیان آ کر مَیں نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دعا کے لئے عریضہ لکھا۔ اس میں اہلیہ کی بیماری کی کیفیت بتائی اور سرسری طور پر آپریشن کے متعلق ڈاکٹر ملہوترہ کے مشورہ کا ذکر بھی کیا۔ حضور نماز پڑھا کر جب "الدار" میں تشریف لے جانے لگے تو مَیں نے مصافحہ کرتے ہوئے عریضہ حضور کے ہاتھ میں دے دیا۔ حضور اندر تشریف لے گئے اور مَیں مسجد سے نکل کر دعا کے لئے بہشتی مقبرہ کی جانب چل پڑا۔ ابھی مَیں مدرسہ احمدیہ کے صحن میں پہنچا تھا کہ ایک صاحب تیزی سے میرے پیچھے آئے اور مجھ کو پکارا۔ مَیں کھڑا ہو گیا، پاس آ کر انہوں نے کہا تم نے حضور کو کوئی خط دیا تھا؟ مَیں نے کہا ہاں دیا تھا۔ کہنے لگے خط پڑھ کر حضور مسجد میں تشریف لے آئے ہیں اور تم کو پوچھ رہے ہیں۔ مَیں جلدی سے مسجد میں گیا۔ میرے پہنچنے سے قبل حضور واپس جا چکے تھے اور خان عبد الاحد خان مرحوم کو جو حضور کے اس وقت محافظ تھے فرما گئے تھے کہ وہ آئے تو اسے کہہ دینا کل پرائیویٹ سیکرٹری کے دفتر میں آ جائے۔ اگلے دن جب میں پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے پاس گیا تو انہوں نے بتایا کہ حضور نے فرمایا ہے یہ آپریشن اب امرتسر کے ہسپتال میں بھی ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ انہوں نے ڈاکٹر یعقوب خان صاحب کے نام جو ہسپتال میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ تھے چٹھی لکھ دی۔ اس طرح امرتسر کے سول ہسپتال میں اہلیہ کے داخلہ کا انتظام ہو گیا۔ ایک اور احمدی ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب بھی ہسپتال میں کام کرتے تھے وہ میری اہلیہ کا بہت خیال رکھتے تھے۔ قریباً روزانہ دیکھنے آتے اور ان کی دلجوئی کرتے تھے۔ فجزاهم الله احسن الجزاء۔ ڈاکٹر امیر الدین صاحب ہسپتال کے ماہر سرجن تھے انہوں نے دو مرحلوں میں آپریشن کیا پہلے مرحلہ میں تین پسلیاں کاٹ کر بائیں پھیپھڑے کے ایک حصہ کو بند کیا۔ تین ماہ کے بعد دوسرے مرحلہ میں دو اور پسلیاں نکالی گئیں۔ ابھی پہلے مرحلہ کے آپریشن کو تین چار دن ہوئے تھے کہ وکالت تبشیر کی چٹھی بیوی کے پتہ پر میرے نام آئی۔ لکھا تھا کہ مبلغین کا قافلہ افریقہ جانے کے لئے روانہ ہونے والا ہے، آپ آ جائیں۔ جب چٹھی آئی اس وقت باہر گیا ہوا تھا۔ جب واپس آیا تو اہلیہ کے ہاتھ میں چٹھی دیکھی۔ مَیں نے جلدی سے بڑھ کر چٹھی لینا چاہی۔ بیوی نے کہا مَیں نے چٹھی پڑھ لی ہے۔ آپ کو بلایا گیا ہے، آپ جائیں۔ ان کی آواز میں رقت تھی۔ مَیں نے ان کو دلاسا دیا کہ کہا کہ کل صبح میں چھوٹے بھائی کو آپ کے پاس بھیج دوں گا۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کو مَیں نے چٹھی کے مضمون سے آگاہ کیا اور مریضہ کا خیال رکھنے کی گزارش کی۔ ڈاکٹر صاحب میرے ساتھ وارڈ میں آئے اور کہنے لگے مریضہ کی حالت ایسی نہیں ہے کہ آپ اس وقت ان کو چھوڑ کر چلے جائیں۔ ان کا دوسرے مرحلہ کا آپریشن ابھی ہونا ہے۔ آپ حضرت اقدس کی خدمت میں حالات لکھ کر تھوڑا عرصہ اور ٹھہرنے کی اجازت لے لیں۔ میری اہلیہ نے کہا ہرگز نہیں۔ کسی کو اجازت نہیں ہے کہ کچھ لکھے۔ مَیں نے خود آپ کو وقف کیا ہے اور مَیں اس عہد پر قائم ہوں۔ آپ کو جہاں بھیجا جاتا ہے آپ جائیں۔ حضور کو میری بیماری کا علم ہے۔ غرض میں ان سے الوداع ہو کر قادیان آ گیا اور حضرت مولوی عبد المغنی خان صاحب وکیل التبشیر کو ملا اور ان سے دریافت کیا کہ جانے والے مبلغین کی ملاقات حضرت اقدس سے کب ہو گی؟ انہوں نے فرمایا کہ جانے والے مبلغین کی ملاقات کی درخواست کے ساتھ مبلغین کے نام حضور کی خدمت میں پیش کئے تھے حضور نے آپ کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ کس طرح جا سکتے ہیں، ان کی بیوی تو ہسپتال میں بیمار پڑی ہے اس لئے آپ فی الحال نہیں جائیں گے۔ اگلے روز میں امرتسر آ گیا۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کو بات بتائی۔ ڈاکٹر صاحب اسی وقت مجھے لے کر میری اہلیہ کے پاس آئے اور ان کو مخاطب کر کے فرمایا: مبارک ہو۔ آپ بھی امتحان میں کامیاب ہو گئیں اور آپ کے خاوند بھی کامیاب ہو گئے ہیں۔ حضور نے خود ہی از راہ شفقت آپ کے خاوند کو فی الحال افریقہ جانے سے روک لیا ہے۔ تین ماہ کے بعد دوسرا آپریشن ہوا۔ ہندوستان کی آزادی کا وقت قریب آ گیا تھا۔ امرتسر میں فسادات شدت اختیار کر گئے۔ لوگ زخمی ہو کر ہسپتال میں آنے لگے۔ میرے چھوٹے بھائی عبد الحمید جو فوج میں تھے ان دنوں کاکول میں تھے۔ انہوں نے کاکول کے قریب ایک گاؤں میں کرایہ پر مکان لے لیا۔ مَیں اپنی اہلیہ کو لے کر وہاں چلا گیا۔ باؤنڈری کمیشن کے فیصلہ کے اعلان کے بعد پنجاب میں فسادات کی آگ بھڑک اٹھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے متعلق ایبٹ آباد میں خبر ملی کہ حضور بخیریت لاہور پہنچ گئے ہیں۔ مَیں حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بیقرار ہو گیا۔ اہلیہ کو ان کی والدہ کے پاس لائل پور چھوڑ کر خود لاہور چلا آیا۔ حضورؓ نے مجھے مہاجرین کی آبادکاری کے کام پر لگا دیا۔

افریقہ کے لئے روانگی

یکم جنوری ۱۹۴۸ء کو رتن باغ لاہور سے پانچ مبلغین کا قافلہ افریقہ کے لئے روانہ ہوا۔ تین نے مغربی افریقہ جانا تھا اور مولانا محمد منور صاحب اور خاکسار نے مشرقی افریقہ جانا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد مبلغین کا یہ پہلا قافلہ تھا جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روانہ فرمایا۔ بحری جہاز میں سیٹیں بک نہیں تھیں۔ ہمیں حکم ہوا کہ کراچی جا کر خود انتظام کر لیں۔ روانگی سے ایک روز قبل ہمیں اچانک نماز عصر کے بعد حکم ملا تھا۔ ان دنوں وکیل التبشیر حضرت مولوی عبد المغنی خان صاحب تھے۔ ہم نے ان سے حضور سے ملاقات کے بارہ میں عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا اس وقت رات بہت ہو گئی ہے کل فجر کی نماز کے لئے حضور تشریف لائیں گے تو اس وقت ملاقات کروا دوں گا۔ لیکن اگلے روز علالت کے سبب حضور نماز کے لئے تشریف نہیں لائے۔ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ اب مجبوری ہے آپ چلے جائیں۔ حضور کو دعا کے لئے عرض کر دوں گا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ حضور کو اطلاع تو کر دینی چاہئے۔ چنانچہ مکرم مولانا محمد منور مرحوم کی ڈائری سے ایک ورق نکال کر اطلاعاً حضور کی خدمت میں عریضہ لکھا گیا اور خاکسار نے رتن باغ کی رہائشگاہ کی اوپر کی منزل پر جہاں حضور کا قیام تھا جا کر دروازہ پر دستک دی۔ ایک خادمہ آئیں اور انہوں نے بتایا کہ حضور نماز پڑھ رہے ہیں۔ مَیں نے رقعہ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور تشریف لے آئے اور ہم سب سے معانقہ فرمایا اور دعا کروائی۔ اس طرح ہم سب مطمئن ہو کر ریلوے سٹیشن کی طرف روانہ ہو گئے۔ روانگی چونکہ جلدی میں ہوئی تھی مولانا محمد منور اور میرے اہل و عیال لاہور سے باہر تھے اس لئے ہم ان کو اطلاع نہ دے سکے۔ میری اہلیہ ابھی پوری طرح صحت یاب نہیں ہوئی تھیں۔ ان کو مَیں لائل پور چھوڑ آیا تھا۔ ریل گاڑی جس میں ہم سفر کر رہے تھے جب ملتان پہنچی تو ساتھیوں نے کہا کہ کراچی جا کر ہم سیٹیں حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں آپ اور مولانا محمد منور صاحب جن کی اہلیہ ملتان میں تھیں یہاں اتر جائیں اور اپنے گھروں میں اطلاع دے آئیں اور کل اسی وقت گاڑی میں سوار ہو کر کراچی آ جائیں۔ چنانچہ میں اتر کر لائل پور کی گاڑی میں جو تیار کھڑی تھی سوار ہو گیا اور شام کو لائل پور پہنچا۔ بیوی کو بتایا کہ حضور کے ارشاد پر افریقہ جا رہا ہوں اور آپ کو ملنے آیا ہوں۔ مَیں نے اپنے برادر نسبتی عزیزم شیخ عبد السلام کو تاکید کی کہ کل صبح کے وقت ٹانگہ منگوا کر رکھیں تا مَیں ملتان جانے والی گاڑی میں سوار ہو سکوں۔ علی الصبح بچیوں کو جو سوئی ہوئی تھیں مَیں نے پیار کیا اور بیوی کو کہا میری دعا ہے کہ آپ اور دونوں بچیاں اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان میں رہیں۔ ان سے الوداع ہو کر مَیں ٹانگہ پر سوار ہو گیا۔ ملتان پہنچا تو مولانا محمد منور صاحب بھی سٹیشن پر موجود تھے اور جماعت کے چند احباب الوداع کرنے کے

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اذکروا موتاکم بالخیر

ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب مرحوم آف آسٹریلیا

(رشیدہ منیر ۔ ایڈیلیڈ، آسٹریلیا)

آج میں اپنے ایک بھائی کا ذکر کرنا چاہتی ہوں جو اب ہم میں نہیں ہیں۔ ان کا میرے دل میں بہت احترام ہے اور وہ مجھے بہت عزیز تھے۔ ان سے میرا کوئی خونی رشتہ نہ تھا لیکن میں نے کبھی ان کی شفقت حقیقی بھائیوں سے کم نہ پائی۔ یہ عظیم بھائی ڈاکٹر اعجاز الحق مرحوم تھے۔

آسٹریلیا آنے سے قبل ہم نے ڈاکٹر صاحب کا تذکرہ کئی بار سنا۔ جامعہ نصرت کالج ربوہ میں ہماری ایک ساتھی لیکچرار ان کی کزن تھیں وہ بتایا کرتی تھیں وہ بہت بااصول انسان ہیں۔ جماعت کے مفاد کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کر سکتے۔ اس وقت غالباً وہ لاہور ضلع کے قائد تھے۔

آسٹریلیا آنے کے دو تین سال بعد پہلے ان کی بیگم باجی فہیمہ صاحبہ سے ملاقات ہوئی۔ وہ اس زمانے میں وکٹوریہ اسکول ڈینٹل سروسز میں کام کرتی تھیں اور ہفتہ کے اختتام پر اگر ساؤتھ آسٹریلیا کے بارڈر کے نزدیک ہوتیں تو اکثر ملبورن جانے کے بجائے ہمارے پاس ایڈیلیڈ آجاتیں اور ہمارے بچوں کو اکثر ایک محبت کرنے والی خالہ کا انتظار رہتا۔ ڈاکٹر صاحب اس زمانہ میں سڈنی یونیورسٹی کے ڈینٹل شعبہ میں پڑھاتے تھے۔

ان کی باتوں سے ان کا جماعت کے ساتھ تعلق اور لگاؤ کا احساس ہوا اور یوں لگتا تھا کہ ڈینٹل سرجری کے لئے تو معلوم نہیں انہیں کوئی وقت ملتا تھا یا نہیں بہرحال احمدیت کی خدمت ہی ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ سڈنی میں دور دور سے پرانے احمدیوں کا کھوج لگانے کی جو وہ کوشش کر رہے تھے انہیں سن کر حیرت ہوئی۔ چند احمدیوں کو انہوں نے اس وقت اکٹھا بھی کر لیا تھا۔

۱۹۸۰ء تک سڈنی میں احمدیہ جماعت قائم ہو گئی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے سڈنی اور گردونواح سے آٹھ دس احمدی خاندان جمع کر لئے تھے اور ان کی ماہانہ میٹنگ ان کے گھر ہوتی تھی۔ چند ورقوں کا ایک خبر نامہ (News Letter) ہر ماہ نکلتا تھا جس میں اگلی میٹنگ کی تاریخ کے علاوہ درس قرآن اور دینی معلومات ہوتی تھیں۔ حدیث کا سبق بھی ہوتا تھا۔ ہم تقریباً ہر سال ہی سڈنی کا چکر لگاتے تھے۔ ہمارا قیام ڈاکٹر صاحب کے گھر ہوتا تھا۔ وہ ہمارے ٹھہرنے اور کھانے کا بہت اہتمام کیا کرتے تھے اور ہمیں سڈنی کی مختلف جگہوں کی سیر کراتے تھے۔ نیوز لیٹر میں پہلے سے ہمارے آنے کی اطلاع ہوتی تھی اور میٹنگ کی تاریخ میں اس کے مطابق تبدیلی کر دی جاتی تھی تاکہ ہم شامل ہو سکیں۔ میٹنگ کے بعد نماز باجماعت ہوتی اور سب لوگ کھانا ڈاکٹر صاحب کے ساتھ کھاتے۔ ڈاکٹر صاحب کھانا بہت اچھا پکانا جانتے تھے۔ پاکستانی اور انڈین کھانوں کے علاوہ وہ یورپین کھانوں کے بھی ماہر تھے۔ ان کے گھر مصالحہ جات کے بڑے بڑے بن (BIN) تھے۔ ایک میں Curry Powder جو انہوں نے خود بنایا تھا۔ اسکی ترکیب مجھے بھی بتائی تھی۔ کہتے تھے پہلے سے بنایا ہوتا ہے تو پکاتے وقت بہت آسانی رہتی ہے۔

ان کے تین بچے تھے جو ان کے پاس ہوتے تھے۔ ان کے لنچ وغیرہ کے لئے سینڈوچ پہلے سے اکٹھے تیار کر کے فرج میں رکھے ہوتے تھے۔ صبح ہوتے ہی نماز سے فارغ ہو کر بچوں کو قرآن کریم پڑھانا، ناشتہ کرانا اور اسکول بھیجنا۔ میں نے کئی بار دیکھا اپنی بیٹی فائزہ کی چوٹی بنا رہے ہیں۔ پھر اپنی تیاری کرنی۔ غرض ہر ایک کام بہت نظم و ضبط کے ساتھ بروقت ہوتا تھا۔ جب ہمارا ایڈیلیڈ واپسی کا وقت ہوتا تو راستہ کے لئے دو دن کا کھانا ہمارے ساتھ کے لئے پہلے سے تیار ہوتا۔

بعض لوگ انسان نہیں بلکہ انجمن ہونے کا تاثر دیتے ہیں یہی کیفیت ڈاکٹر صاحب سے باتیں کر کے ہوتی تھی۔ کوئی بات پوچھو، دینی ہو یا دنیوی وہ بڑا تسلی بخش جواب دیتے۔ خشک باتیں نہ ہوتیں ان میں لطیف مزاح ہوتا۔ خاص کر منیر صاحب سے پنجابی میں بہت مزے لے لے کر واقعات بیان کرتے۔ میرے سامنے اردو یا انگریزی میں بات کرتے۔ لیکن پنجابی بہت پسند تھی۔ کئی دفعہ کوئی چٹکلہ یا دلچسپ واقعہ بیان کرتے اور کہتے دیکھو پنجابی کتنی پیاری زبان ہے بھلا ان باتوں کو اردو میں بیان کرو تو وہ لطف کہاں۔

۱۹۵۳ء میں جب پنجاب میں احمدیوں کے خلاف مخالفت کا طوفان اٹھا تھا اس وقت ڈاکٹر صاحب لاہور میں تھے۔ اس وقت کے واقعات جب بیان کرتے تو کبھی بڑے فخر سے کہتے کہ جب حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ (خلیفۃ المسیح الثالث) کو قید کیا گیا تھا تو ہم بھی ان خوش نصیبوں میں تھے جو ان کے ساتھ جیل میں تھے۔

سڈنی میں مسجد کے لئے زمین خریدنے کی تجویز حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے حضور پیش کی گئی تھی جو حضور نے منظور فرمالی تھی لیکن جلد بعد ہی آپ وفات پا گئے۔ ۱۹۸۲ء میں جب ہم پاکستان جا رہے تھے تو یہ فیصلہ ہوا کہ منیر صاحب جلسہ سالانہ کے بعد بین الاقوامی مرکزی شوریٰ ربوہ میں آسٹریلیا کے نمائندے کے طور پر شرکت کریں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پھر سے زمین خریدنے کی تجویز پیش کریں۔ حضور کی منظوری کے بعد موزوں زمین کی تلاش شروع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب کی کوششوں میں برکت ڈالی اور بلیک ٹاؤن کونسل کے ایریا میں ایک غیر آباد جگہ میں ۲۸۔ ایکڑ زمین کافی سستے داموں مل گئی۔ اس زمین پر سڈنی جماعت نے پہلی بار نماز پڑھی۔ میرے پاس اس کی تصویر ہے۔ چند لوگ نماز پڑھ کر خدا تعالیٰ کے حضور اس زمین کے بابرکت اور آباد ہونے کی دعا کر رہے ہیں۔ آج اس بنجر بیابان جگہ میں ایک عظیم الشان مسجد کا کمپلیکس دیکھ کر دل اللہ تعالیٰ کے شکر اور حمد سے بھر جاتا ہے۔

۱۹۸۵ء میں حضور ایدہ اللہ کا ساؤتھ پیسیفک (South Pacific) اور مشرق بعید کا دورہ تھا۔ اسی دوران حضور نے سڈنی میں پہلی احمدیہ مسجد آسٹریلیا کا سنگ بنیاد رکھنا تھا۔ حضور کا آسٹریلیا کا پروگرام دو ہفتوں کا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کے لئے یہ زمانہ انتہائی مصروفیت کا تھا۔ صرف سڈنی کے چند ساتھیوں کے ساتھ تمام انتظامات کرنے تھے۔ سب مسلمانوں کو دعوت دی گئی تھی۔ تقریب کے بعد سب کے لئے چائے وغیرہ کا انتظام تھا۔ مختلف جگہوں پر لیکچرز اور مجالس عرفان تھیں۔ کچھ سکولوں میں بھی سوال و جواب کی محفلیں تھیں۔ اخباری نمائندوں اور ریڈیو انٹرویوز کے انتظامات اور ٹی وی کا کوریج بھی۔ حضور کا دورہ بہت مصروف تھا۔ ڈاکٹر صاحب ذمہ داریاں سنبھالنے کے عادی تھے لیکن چونکہ کام کرنے والے بہت کم اور کام بہت زیادہ تھے اس لئے اس مہم کو کامیاب بنا لینا انہی کی ہمت تھی۔ ہم تو چند دن پہلے وہاں پہنچے تھے۔ ۲۸ ایکڑ کا بڑا میدان جس میں اونچی اونچی گھاس اور کانٹے دار جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں اس میں ایک بڑی جگہ صاف کروا کے شامیانہ لگا تھا اور سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب کا اہتمام تھا۔ دوسرے مسلمانوں نے مکمل بائیکاٹ کیا تھا۔ مسجدوں اور دوسری جگہوں پر پوسٹرز لگا کر سختی سے منع کر رکھا تھا کہ کوئی احمدیوں کے فنکشن میں نہ جائے۔ تقریب کے وقت ڈاکٹر صاحب اپنی مختصر سی جماعت کی حاضری دیکھ کر روہانسے ہو گئے۔ تقریر کرنے کھڑے ہوئے تو آواز بھرا گئی۔ حضور ایدہ اللہ نے دلاسہ دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورہ آسٹریلیا تو الگ مضمون ہے۔ حضور کے قیام کے لئے ایسے اپارٹمنٹ کرائے پر لئے تھے جن میں سیکیورٹی کی مشکل نہ ہو۔ حضور اور ان کے قافلہ کے لئے کھانا مختلف خاندان باری باری بناتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی ایک وقت کے لئے کھانے پر حضور کو مع قافلہ اپنے گھر مدعو کیا تھا۔ ہم بھی اس دن ان کے گھر تھے۔ ڈاکٹر صاحب کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔ کہنے لگے آج میں اپنی مرضی کا کھانا بناؤں گا۔ ہر چیز بڑے شوق سے خود تیار کی۔ سادگی میں پرکاری تھی۔ حضور نے پسند فرمایا۔

اس کے بعد جلد ہی ڈاکٹر صاحب یونیورسٹی کی ملازمت سے ریٹائر ہو گئے اور ان کا تن من دھن جماعتی کاموں کے لئے وقف ہو گیا۔ مسجد کی زمین پر بڑا شیڈ (Shed) بنایا گیا۔ ۱۹۸۴ء میں آسٹریلیا کا پہلا احمدیہ جلسہ سالانہ ہوا۔ ہم لوگ جو ایڈیلیڈ سے آئے تھے ہمارے ٹھہرنے کے لئے خیمے نصب تھے۔ کھانا سب ڈاکٹر صاحب نے خود تیار کیا تھا۔ جلسہ کے لئے ایک بڑا شامیانہ تھا۔

ڈاکٹر صاحب جو نیوز لیٹر چھاپتے تھے اس میں اکثر دوسروں کو بھی لکھنے کی ترغیب دیتے تھے۔ چنانچہ ہم بھی کبھی کبھی اس کے لئے کچھ بھیجنے لگے۔ سڈنی میں اب جلسہ سالانہ تو ہر سال ہوتا ہے۔ ایک بار ڈاکٹر صاحب نے سب سے اپیل کی کہ ہم سب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قصیدہ (یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالعِرْفَانِ) یاد کرنا چاہئے۔ اس قصیدہ کے ۷۰ شعر ہیں۔ ہم دونوں نے اور بچوں نے بہت محنت کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے پورا قصیدہ یاد کر لیا۔ سڈنی میں بھی بہت سے لوگوں نے یاد کیا۔ ڈاکٹر صاحب بہت خوش ہوئے۔ جلسہ پر قصیدہ پڑھنے کا مقابلہ کرایا اور سب کی حوصلہ افزائی کی۔

ڈاکٹر صاحب کی زندگی میں کئی آزمائشیں آئیں۔ ایک رات ان کی بیگم صاحبہ باجی فہیمہ کا فون آیا کہ ان کے بڑے بیٹے فائز کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ حالت خراب ہے دعا کریں۔ فائز دو ہفتہ بے ہوش رہا۔ جسم کی بہت سی ہڈیاں ٹوٹی ہوئی تھی۔ جب ہوش آیا تو کسی کو پہچانتا نہ تھا۔ ہم سڈنی پہنچے اور ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ہسپتال گئے تو ڈاکٹر صاحب نے اسے یاد دلایا "میں تمہارا ابو ہوں اور یہ ایڈیلیڈ والے منیر انکل اور آنٹی ہیں"۔ تھوڑی دیر اس کے پاس ٹھہرے۔ اگلے دن پھر ملنے گئے تو فائز کو کچھ یاد نہ تھا۔ وہ کئی مہینے ہسپتال رہا۔ کچھ آپریشن ہوئے، کچھ ہڈیاں جوڑی گئیں۔ پھر دوسری جگہ Rehabilitation کے لئے گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے بڑی ہمت سے حالات کا مقابلہ کیا۔ دن رات خدا تعالیٰ کے حضور جھکے رہے۔ کافی عرصہ بعد فائز گھر آیا تو یادداشت بہت کم واپس آئی تھی۔ پڑھائی میں بہت مشکل تھی۔ گھر سے نکل کر یاد نہ رہتا تھا کہاں ہے اور کہاں جا رہا تھا۔ بس دعائیں تھیں اللہ تعالیٰ نے رحم کیا آہستہ آہستہ تھوڑی بہت ذمہ داری سنبھالنے کے قابل ہو گیا۔

ڈاکٹر صاحب کو باغبانی کا بہت شوق تھا۔ اپنے گھر کے باغیچہ میں بہت سبزیاں لگائی ہوئی تھیں۔ جب مسجد کے لئے زمین لی گئی تو ان کی بہت خواہش تھی کہ وہاں اچھے اچھے پھلوں اور پھولوں کے پودے لگائے جائیں۔ چند پودے آم کے خاص طور پر مسجد کی زمین کے لئے لا کر اپنے گھر میں رکھے تھے۔ بعد میں آم کے علاوہ اور بھی پودے مسجد کے کمپاؤنڈ میں لگائے۔

گھر میں باغبانی کرتے ہوئے حادثہ ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب پاور والے آرہ سے ایک پیڑ کی ٹہنیاں کاٹ رہے تھے تو غلطی سے آرہ ہاتھ پر چل گیا اور دائیں ہاتھ کی دو انگلیاں کٹ گئیں۔ گھر

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Liligation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson

Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Fax: 020 8871 9398

Mobile: 0780-3298065

میں اکیلے تھے خون بری طرح بہہ رہا تھا۔ بڑی مشکل سے خود ایمبولینس بلا کر ہسپتال پہنچے لیکن انگلیاں دوبارہ نہ جڑ سکتی تھیں۔ بعد میں اور کام کے علاوہ لکھنے میں بہت مشکل تھی۔ بائیں ہاتھ سے لکھنے کی مشق کی لیکن کام نہ چلا۔ ہم ملے تو ہم نے افسوس کا اظہار کیا۔ کہنے لگے اللہ کا شکر ہے اس نے اتنا لمبا عرصہ انگلیوں کو خوب استعمال کرنے کا موقعہ دیا۔ یہ وقت بھی گزر جائے گا۔

ان کی صحت دن بدن گرتی جا رہی تھی۔ Haemo-Dialysis کے لئے ہفتہ میں تین سے چار بار جانا شروع کر دیا۔ پاؤں کا ایک انگوٹھا ڈاکٹروں کو کاٹنا پڑا تھا اس لئے چلنے میں دقت تھی۔ نظر کم آنے لگا تھا۔ کمپیوٹر پر تیز روشنیاں کر کے موٹے موٹے الفاظ میں کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے تھے۔ اس حالت میں بھی کئی مضمون لکھے۔ ایک دن فون آیا آپ کو ایک کتابچہ بھیج رہا ہوں۔ اس کی غلطیاں خوب موٹے قلم سے نکال کر جلدی مجھے واپس کر دینا۔ میں نے پڑھا تو دل بہت دکھا۔ جگہ جگہ باتیں دہرائی ہوئی تھیں۔ معمولی لفظوں کے ہجے غلط تھے۔ میں نے منیر صاحب کے سپرد کر دیا۔ پھر فون آیا کہ آپ نے میرا کام کر دیا ہے؟ میں نے کہا منیر صاحب دیکھ رہے ہیں۔ بہت خوش ہوئے اور دعا دی اللہ انہیں جزا دے میرے لئے اتنا وقت نکال کر کام کر رہے ہیں۔ منیر نے غلطیاں اچھی طرح Highlight کر کے مسودہ واپس کر دیا۔ اس کا ایک حصہ ہستی باری تعالیٰ کے بارہ میں تھا وہ چھپ گیا باقی کا کہنے لگے کسی اور کو دوں گا دوبارہ لکھ کر دے۔

ڈاکٹر صاحب کے لئے ابھی ایک اور آزمائش باقی تھی۔ لاہور میں ان کے بیٹے احمد نصر اللہ کو کسی نے لوہے کی سلاخوں کی ضربوں سے شہید کر دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ہم نے سنا تو سمجھ میں نہ آتا تھا کہ ڈاکٹر صاحب سے کیسے افسوس کریں۔ دل کے مریض تھے خدا جانے کیا اثر ہو گا۔ منیر صاحب نے فون کیا اور آہستہ آہستہ بات کی لیکن وہ تو صبر و رضا کا مجسمہ تھا۔ کسی بے قراری کا نام نہ تھا۔ اللہ کی رضا پر راضی تھے۔ اللہ تعالیٰ شہید کو اور شہید کے باپ کو دونوں کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

بیماری کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب کا کہیں آنا جانا بہت مشکل ہو گیا تھا۔ ہمارے پاس آنے کو ان کا دل بہت چاہتا تھا لیکن مجبور تھے۔ ایک دفعہ ہمیں بتایا کہ میں نے ایڈیلیڈ ہسپتال میں dialysis کا انتظام کرا لیا تھا لیکن پھر آخر میں آ کر منع کر دیا کیونکہ بہت مشکلات تھیں۔ مجھے کہتے تھے آپ خوبانی کا jam اب نہیں بناتیں۔ میں نے بتایا کہ ہمارے نئے گھر میں خوبانی کے پیڑ نہیں۔ مجھے معلوم تھا کہ اب وہ میٹھا بالکل نہیں کھا سکتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب کی بیگم صاحبہ باجی فہیمہ نے بہت ساتھ دیا اور طاقت سے بڑھ کر خدمت کی۔ خود مریض ہیں لیکن ان کا ہر طرح خیال رکھا۔ ہم جب سڈنی جلسہ پر جاتے تھے تو ایک دن ڈاکٹر صاحب کے گھر گزارنے کے لئے وقف تھا۔ ڈاکٹر صاحب کو بہت انتظار رہتا تھا۔ ایک دفعہ پہنچے، گھنٹی بجائی تو باجی کے آتے آتے خود تیزی سے دروازہ کھولنے چلے۔ کمزوری کے باعث توازن قائم نہ رکھ سکے اور گر پڑے۔ دروازہ کھلا تو جلدی سے میرے بیٹوں اور منیر صاحب نے سہارا دے کر کرسی پر بٹھایا۔ جلسہ کی ایک ایک بات پوچھتے۔ کیا کیا تقریریں ہوئیں، جلسہ کیسا رہا، ایک جلسہ پر منیر صاحب کی تقریر Holger Kersten کی کتاب "Jesus lived in India" پر تبصرہ تھی۔ ان سے پوری تقریر بہت دلچسپی سے سنی۔ ڈاکٹر صاحب کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دینی و دنیوی دونوں قسم کے علوم سے انہیں نوازا تھا۔ اور وہ ہر وقت کئی لوگوں سے خط و کتابت کے ذریعہ بھی تبلیغی سلسلہ جاری رکھتے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق بہت سی نئی باتیں بتائیں۔ آخر دم تک انہوں نے کوشش کی کہ اپنے علم کو دوسروں تک پہنچا سکیں۔

ڈاکٹر صاحب سے ہماری آخری ملاقات ۱۹۹۹ء کے جلسہ پر ہوئی تھی۔ ہم ملنے گئے تو بہت خوش تھے۔ کمزور بہت لگ رہے تھے۔ حال پوچھا تو ہمیشہ کی طرح ٹال گئے اور ٹھیک ہے تم بتاؤ کیا ہو رہا ہے۔ واپس آنے کے بعد کئی دفعہ فون پر بات ہوئی۔ باجی فہیمہ سے مفصل حال معلوم ہوتا رہا۔ دعائیں کرتے رہے۔ معلوم ہوا کہ بائی پاس ہو رہا ہے ہسپتال میں ہیں۔ پھر کئی بار باجی نے فون پر بتایا حالت اچھی نہیں دعا کریں۔ لیکن ان کا وقت آ چکا تھا۔ وہ تو جانے کتنے عرصہ سے تیار بیٹھے تھے۔ اپنی قبر کے لئے کتبہ بھی بنوا لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ جانے والے پر اپنی بے انتہا رحمتیں نازل فرمائے اور گھر والوں کو ہمت اور صبر سے یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے۔ آمین

بقیہ: داستان حیات از صفحہ نمبر ۱۰

لئے آئے ہوئے تھے۔ کراچی پہنچے تو فساد کی وجہ سے کرفیو لگا ہوا تھا۔ ان دنوں کراچی سے بحری جہاز افریقہ کے لئے نہیں روانہ ہوتے تھے بلکہ بمبئی جانا پڑتا تھا۔ بمبئی جانے والے جہاز انڈین ہائی کمشنر نے ہندو تارکین وطن کے لئے ریزرو کروا لئے تھے اس لئے ہمیں جگہ نہ ملتی تھی۔ روزانہ دریافت کرنے جاتے۔ ہمیں یہی جواب ملتا کہ آپ کا ہندوؤں کے ساتھ سفر کرنا خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ ہمارے اصرار پر بالآخر ایک جہاز میں ہمیں جگہ مل گئی۔ سارے جہاز میں ہم صرف پانچ مبلغین ہی مسلمان تھے۔ باقی سب ہندو تھے۔ بمبئی پہنچے تو معلوم ہوا کہ گاندھی جی کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔ بمبئی میں بھی حالات خراب ہو گئے۔ کچھ عرصہ وہاں رکنا پڑا۔ آخر "کرانجہ" (Karanja) جہاز میں مولانا محمد منور صاحب کو اور مجھے سیٹیں مل گئیں۔ مولانا نے کینیا جانا تھا اس لئے وہ ممباسہ اتر گئے۔ مَیں نے ٹانگانیکا جانا تھا اس لئے مَیں جہاز میں رہا اور دارالسلام میں اترا۔ اس طرح ۵؍مارچ کو مَیں افریقہ پہنچا۔ دارالسلام میں جب جہاز بندرگاہ میں داخل ہو رہا تھا اس وقت صبح کا وقت تھا۔ مَیں نے دُور سے کشتیاں جہاز کی طرف آتی دیکھیں ان میں افریقی سوار تھے۔ جونہی میری نظر ان پر پڑی میرے دل میں دعا کی تحریک پیدا ہوئی۔ مَیں نے ایک کونے میں جا کر نہایت الحاح اور درد سے دعا کی کہ الٰہی مَیں انہی لوگوں کے لئے یہاں آیا ہوں ان کی محبت میرے دل میں بھر دے اور ان کی خدمت اور خیر خواہی کی مجھ کو توفیق دے۔ افریقہ میں قیام کے دوران میری یہی کیفیت رہی۔ مَیں محسوس کرتا ہوں کہ عاجز کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی تھی جس کو قبولیت کا شرف حاصل ہوا۔

اَرُوشہ میں (Arusha) مشن کا آغاز

اُن دنوں مشرقی افریقہ کے مشن کا مرکزی دفتر ٹبورہ (Tabora) میں تھا۔ محترم شیخ مبارک احمد صاحب (مرحوم) یہاں پر مقیم تھے۔ وہ سفر پر جانے والے تھے۔ ان کے ساتھ مشرقی افریقہ کے تینوں ممالک کا سفر کیا۔ سفر سے واپس آکر آپ نے ٹانگانیکا کے شمالی صوبہ میں مشن کھولنا چاہا۔ اس غرض کے لئے مجھ کو اَرُوشہ جو اس صوبہ کا صدر مقام تھا جانے کا ارشاد فرمایا۔ اس صوبہ میں دو سال کام کرنے کا موقع ملا۔ اروشہ اور موشی میں کچھ احمدی ہوئے۔ کلی منجارو (Kilimanjaro) براعظم افریقہ میں سب سے بلند پہاڑ ہے اس کی اترائی میں چاگا قبیلہ آباد ہے اس قبیلہ میں تبلیغ کے مواقع ملے۔ مچامے میں کچھ لوگوں نے احمدیت قبول کی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں ہماری ایک مسجد ہے۔ ۱۹۷۳ء میں اس مسجد کا خاکسار نے افتتاح کیا تھا۔

صوبہ نیانزا میں کام

کچھ عرصہ کے بعد مجھ کو عارضی طور پر یوگنڈا جانے کا ارشاد ہوا۔ مکرم مولوی نورالحق انور مرحوم ان دنوں وہاں تھے۔ جنجہ (Jinja) سے کمپالہ (Kampala) کی طرف دس میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ناکی سانجہ (Nakisanja) میں ہمارا قیام تھا۔ ایک افریقی عالم شیخ ابراہیم سیفوما جو جنجہ کی جامع مسجد کے امام تھے ان دنوں احمدیت میں داخل ہوئے تھے۔ ان کے زیر اثر بعض معلمین نے بعد میں احمدیت قبول کی۔

خاکسار چند ماہ یہاں رہا پھر کینیا کے صوبہ نیانزا (Nyanza) منتقل ہو گیا۔ اس علاقہ میں مولانا محمد منور مرحوم افریقن ریزرو میں تبلیغی جہاد میں ہمہ تن مصروف تھے۔ ان کے ساتھ لوآنڈا (Luanda) میں کچھ عرصہ کام کیا۔ مولانا صاحب بہت محنتی، خود نمائی سے مبرا اور بے لوث خدمت کرنے والے تھے۔ بلا کا حافظہ پایا تھا۔ سواحیلی زبان کے چوٹی کے ادیب تھے۔ صوبہ نیانزا کی "لوؤ" اور "ابالوہیا" زبانیں بھی سیکھ لی تھیں۔ شستہ انگریزی لکھتے تھے۔ فلسطین میں ایک سال رہ چکے تھے اس لئے عربی زبان کا معیار اونچا تھا۔ ہمہ وقت خدمت میں مصروف رہتے تھے۔ بہت دعا گو تھے۔ لوآنڈا میں Corrugated Sheets کے بنے ہوئے چھوٹے سے مکان میں رہتے تھے۔ مکان کا ایک حصہ تبلیغی نشست کے کام آتا اور دوسرے میں ہم دونوں رہتے تھے۔ افریقی مہمان آتے تو ان سے تبلیغی گفتگو ہوتی۔ جب کھانے کا وقت ہو جاتا تو مَیں کہتا مولانا اب کچھ باطنی دلائل کا بھی انتظام ہو جانا چاہئے۔ مجھے تو کھانا پکانے کی مہارت نہیں تھی۔ مولانا اٹھ کھڑے ہوتے۔ قمیص اتار دیتے، دھوتی پہن لیتے اور آٹا گوندھ کر پراٹھے بناتے پھر چائے یا سالن تیار کر کے مہمانوں کے سامنے پیش کر دیتے۔

باہر کا پروگرام یہ ہوتا کہ ایک ہفتہ کے لئے مَیں دیہات میں چلا جاتا اور واپس آتا تو مولانا صاحب چلے جاتے۔ فوجی ایمونیشن کا خالی بکس ہم نے کباڑیوں سے خریدا ہوا تھا اس کے دونوں سروں پر مضبوط رسّے جڑے ہوئے تھے جن کی وجہ سے اٹھانے میں سہولت تھی۔ اس میں کھانا پکانے کے لئے Stove رکھ لیتے اور راشن چاول مسور کی دال نمک مرچ گھی وغیرہ ڈال لیتے اور بس میں سوار ہو کر چلے جاتے۔ جہاں اترنا ہوتا وہاں اطلاع دے دی جاتی۔ سڑک پر کوئی نہ کوئی صاحب بس کے انتظار میں کھڑے ملتے۔ سامان اٹھا کر کسی گاؤں چلے جاتے۔ صبح کھانے سے فارغ ہو کر دیہات میں تبلیغ کے لئے نکل جاتے۔ نومسلموں کے گھروں میں جا کر ان کو نماز سکھاتے اور دینی اسباق دیتے۔

کبھی ہم دونوں تبلیغ کے لئے نکلتے۔ صبح جاتے اور شام کو واپس آتے۔ جب بھوک لگتی علاقہ میں اس دن جہاں مارکیٹ لگی ہوتی ادھر کا رخ کرتے۔ یہاں برسات کے بعد پروں والی دیمک زمین سے نکلتی ہے۔ افریقی اسے پکڑ کر شوق سے کھاتے ہیں۔ بعض عورتیں سوراخوں کے اوپر ٹوکریاں رکھ کر ان کو جمع کر لیتی ہیں اور پھر تیل میں تڑک کر فروخت کے لئے لے آتی ہیں۔ مولانا کو بھوک لگی تو انہوں نے ایک دن پڑیا خرید لی اور پھر مزے سے کھانے لگے۔ مجھے گھن آئی۔ مَیں نے کہا کیا کرتے ہو۔ وہ مجھے چڑانے کے لئے مچاکے مارتے اور کہتے Tamu Sana بہت لذیذ ہے۔ Mafuta Tele روغن بہت ہے۔ کھا کر دیکھو۔ مَیں بھی پیٹ بھرنے کے لئے کچھ ڈھونڈ لیتا۔ غرض بہت پر لطف دن تھے، اب یاد آتے ہیں۔ ☆☆......☆☆

ہماری اے خدا کر دے وہ تقدیر
کہ جس کو دیکھ کر حیراں ہو تدبیر
وہ ہم میں قوتِ قُدسی ہو پیدا
جسے چھو دیں وہی ہو جائے اکسیر
زباں مرہم بنے پیاروں کے حق میں
مگر اعداء کو کاٹے مثلِ شمشیر
وہ جذبہ ہم میں پیدا ہو الٰہی!
جو دشمن ہیں کریں ان کو بھی تسخیر
دلوں کی ظلمتوں کو دور کر دے
ہماری بات میں ایسی ہو تاثیر
(کلام محمود)

جماعت احمدیہ تنزانیہ کے تحت نومبایعین کی
نیشنل تربیتی کلاس

(مظفر احمد دُرّانی - دارالسلام تنزانیہ)

خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت اور خاص فضلوں سے تنزانیہ میں حق کے متلاشی لوگ فوج در فوج احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور ہر طرف ایسی ہوا چل رہی ہے کہ راہیں کھل رہی ہیں کہ لوگ احمدیت کو ہی سلامتی کا گھر پا رہے ہیں۔ بستیوں کی بستیاں اور آبادیوں کی آبادیاں دین حق کی طرف کھنچی چلی آ رہی ہیں۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت ہے کہ کسی ایک احمدی کو بھی ضائع نہیں ہونے دینا۔ چنانچہ جماعت احمدیہ تنزانیہ وقتاً فوقتاً نومبایعین کے لئے ملکی، صوبائی اور مقامی سطح پر تربیتی پروگرام منعقد کرتی رہتی ہیں ایسی ہی ایک تربیتی کلاس جماعت کے مرکز دارالسلام میں یکم تا ۸/ مئی ۲۰۰۱ء کو منعقد ہوئی۔

ملک بھر کی جماعتوں کو خطوط اور جماعتی اخبار میں اعلان کے ذریعہ تربیتی کلاس کے پروگرام کی اطلاع کی گئی۔ جسے نومبایعین نے خوب خوب خوش آمدید کہتے ہوئے کلاس میں شرکت کی۔ تمام مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام جماعتی سنٹر میں ہی تھا جہاں انہیں ہر سہولت مہیا کی گئی تھی۔

افتتاح

یکم مئی بروز منگل صبح ساڑھے آٹھ بجے تلاوت قرآن کریم کے بعد کلاس کے ناظم اعلیٰ مکرم محمود احمد شاد صاحب مبلغ سلسلہ نے کلاس کا افتتاح فرمایا اور نومبایعین کو کلاس سے متعلق ہدایات دیں اور ہر روز کا پروگرام پیش کیا۔ اور شامل ہونے والوں پر زور دیا کہ زیادہ سے زیادہ وقت کلاس میں گزاریں اور پورا فائدہ اٹھائیں اور پھر اپنے اپنے علاقوں کو جا کر سنبھالیں اور انہیں اسلام احمدیت پر مستحکم فرمائیں۔

نماز تہجد سے دن کا آغاز ہوتا اور نماز فجر کے بعد درس قرآن کریم، سیر اور ناشتہ کے بعد تدریس شروع ہوتی جس میں قرآن و حدیث کے بعض حصے، ضروری فقہی مسائل اور تاریخ احمدیت کے علاوہ اختلافی مسائل از بر کروائے گئے۔

نماز ظہر کے بعد مجلس سوال و جواب اور نماز عصر کے بعد روزانہ ایک عالم سلسلہ کی تربیتی و علمی تقریر ہوتی۔ نماز مغرب کے بعد درس کتاب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتا۔ نماز مغرب سے قبل فٹ بال کے کھیل کا انتظام بھی تھا۔ کلاس کے آخری دن تحریری امتحان لیا گیا جس سے یہ تسلی ہوئی کہ شاملین نومبایعین نے کلاس کے اسباق سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے۔

اس تربیتی کلاس میں خاکسار کے علاوہ درج ذیل مبلغین کو مختلف تربیتی اسباق پڑھانے کا موقع ملا۔ مکرم محمود احمد شاد صاحب، مکرم شیخ عبدالرحمٰن خان صاحب، شیخ بکری عبید کالوتہ صاحب اور شیخ یوسف عثمان کامبالوایا صاحب۔

اس تربیتی کلاس میں ملک بھر کی ۴۰ جماعتوں سے ۲۱۵ چنیدہ نومبایعین نے شرکت کی جن کا انتخاب صوبائی مبلغین نے فرمایا تھا تاکہ وہ واپس جا کر مبلغین کے ساتھ دعوت الی اللہ کے کام میں معاون ثابت ہوں۔

اختتام

۸/ مئی بروز جمعۃ المبارک خاکسار مظفر احمد دُرّانی، امیر و مبلغ انچارج تنزانیہ نے خطبہ جمعہ کے ذریعہ اس تربیتی کلاس کے اختتام کا اعلان کیا۔ اختتامی خطبہ میں نومبایعین کو یہ بات سمجھائی کہ احمدیت خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے جو ہر سو بڑھ اور پھیل رہا ہے اور اس کی ثمر آور شاخیں آج ساری دنیا میں پھیل چکی ہیں۔ صداقت احمدیت کے دلائل سے لیس ہونا آج ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ اسلام کی حقیقی تصویر کو پہچاننا اور اس پر مضبوطی سے قائم ہونا ہم سب کا مقصد حیات ہے۔ اس لئے جو کچھ آپ نے سیکھا ہے ان حکمت کے موتیوں کو آگے دوسروں تک پہنچائیں تاکہ وہ نعمت جو آپ کو حاصل ہوئی اس سے دوسروں کو متمتع کر سکیں۔

الحمدللہ! ان چند دنوں میں ہمارے مہمان علوم دینیہ سے مالا مال ہو کر لوٹے۔ جنہیں حق و باطل میں فرق کرنے والے دلائل سے مسلح کیا گیا۔ وہ اس عزم کا اظہار کرتے ہوئے واپس لوٹے کہ نہ صرف اپنے علاقہ کے نواحمدیوں کو جماعت کا فعال جزو بنائیں گے بلکہ صداقت احمدیت کو گھر گھر پہنچائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس نیک عزم میں ہم سب کی مدد فرمائے اور اپنی بے شمار برکتوں اور رحمتوں سے نوازے۔ آمین

بقیہ: جلسہ سالانہ جاپان از صفحہ ۱۶

اختتامی اجلاس

دوپہر کے کھانے اور نماز ظہر و عصر کے بعد اختتامی اجلاس کی کارروائی مکرم امیر صاحب کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ مبشر احمد صاحب زاہد نے تلاوت قرآن کریم کی اور ترجمہ پڑھا۔ عصمت اللہ صاحب نے درثمین سے ایک نظم یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی پڑھ کر سنائی۔

مکرم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے بتایا کہ جلسہ کے کل شرکاء کی تعداد ۱۳۵ تھی۔ آپ نے سورۃ الصف کی آخری پانچ آیات کے مضمون کی وضاحت کرتے ہوئے احباب جماعت کو اللہ تعالیٰ کی خاطر دین کے مددگار بننے کی اور جاپان میں تبلیغ اسلام میں پورے جوش اور سرگرمی سے حصہ لینے کی تلقین کی۔ اسی ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات آپ کی کتاب فتح اسلام سے پڑھ کر سنائے جن میں اشاعت اسلام کے کام کی پانچ شاخوں کا بیان ہے۔ آپ نے توجہ دلائی کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی آبادی کے کم از کم دسویں حصہ کو احمدیت کا پیغام پہنچانے کی جو تحریک فرمائی ہوئی ہے ہم نے جاپان میں اس کی تعمیل میں کام کرنا ہے اور اپنا فرض ادا کرنا ہے۔

آخر پر دعا کے ساتھ یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ جلسہ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور جاپان میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تیزی سے ترقی کے سامان فرمائے۔

DAUD TRAVELS

WELLCOME TO THE GERMANY JALSA SALANA 2001

داؤد ٹریول۔ بااعتماد ادارہ سالہا سال سے آپ کی خدمت میں پیش پیش ہے

داؤد ٹریول۔ جرمنی میں جانا پہچانا نام

داؤد ٹریول۔ یورپ میں فیری کی ٹکٹوں کا ارزاں مرکز

اب جرمنی کے انٹرنیشنل جلسہ سالانہ پر یورپ خصوصاً انگلستان کے دوستوں کے لئے فیری کی ٹکٹوں میں خصوصی رعایت

Calais-Dover/Dover-Calais

پانچ دن کی ٹکٹ 450 DM —— 155 پاؤنڈز سٹرلنگ

پانچ دن سے زیادہ قیام کی صورت میں 575 DM —— 190 پاؤنڈز سٹرلنگ

آپ گھر بیٹھے بذریعہ فون ٹکٹ اور کمپیوٹر نمبر حاصل کر سکتے ہیں

لندن میں رابطہ: ابرار بیگ : فون نمبر 07960 134121

Daud Travels

Otto Str.10 - 60329 Frankfurt am Main

Telefon:(069)233654, Fax:(069) 25 93 59

اس کے علاوہ دنیا کے ہر ملک اور ہر ائر لائن کے ارزاں ٹکٹوں کے لئے تشریف لائیں

خصوصاً پاکستان، قادیان، انڈیا اور عمرہ کے لئے فوری بکنگ کروا کر اطمینان سے سفر کریں

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

مکان و پلاٹ برائے فروخت

ماڈل ٹاؤن ہمک اسلام آباد میں ایک عدد مکان برائے فروخت

ڈرائنگ، ڈائننگ، ٹی وی لاؤنج، تین عدد بیڈروم اٹیچ باتھ اور کارپورچ

اس کے علاوہ ایک عدد رہائشی پلاٹ بھی برائے فروخت

مزید معلومات کے لئے مندرجہ ذیل فون پر رابطہ قائم کریں

00 + (49) 6181 73849

E-mail: modeltownhumak@hotmail.com

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت عمرو بن جموح ؓ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۶/ مئی ۲۰۰۰ء میں انصاری صحابی اور خزرجی قبیلہ بنوسلمہ کے رئیس حضرت عمرو بن جموح ؓ کے بارہ میں مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کے قلم سے ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

عمرو بن جموح ؓ نے قبول اسلام سے قبل گھر میں ایک لکڑی کا بت بنا رکھا تھا جس کا نام "مناۃ" تھا۔ بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر آپ کے بیٹے معاذ نے اسلام قبول کر لیا تو انہوں نے مدینہ واپس پہنچ کر اپنے بعض مسلمان ساتھیوں کے ساتھ مل کر یہ طریق اختیار کیا کہ روزانہ رات کو بت کو گھر سے باہر کسی گڑھے میں پھینک دیتے۔ عمرو صبح اُس کو ڈھونڈتے، گھر لاکر صاف کرتے، خوشبو لگاتے اور بت سے کہتے کہ اگر مجھے پتہ چل جائے کہ تجھ سے یہ سلوک کس نے کیا ہے تو مَیں اُسے رُسوا کردوں۔ آخر ایک روز تنگ آکر انہوں نے بت کے گلے میں تلوار لٹکادی کہ تُو خود ہی اپنی حفاظت کیا کر۔ اگلے روز دیکھا تو تلوار کی جگہ مرا ہوا کتا لٹکا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر آپ کی طبیعت اتنی متنفر ہوئی کہ فوراً اسلام قبول کرلیا اور پھر بت سے مخاطب ہوکر یہ اشعار کہے: "خدا کی قسم! اگر اے بت تُو معبود ہوتا تو تُو اور مردہ کتا اکٹھے نہ ہوسکتے...... الحمدللہ کہ اُس نے مجھے قبر میں داخل ہونے سے بچالیا۔"

غزوہ بدر کے موقع پر آپؓ کے بیٹوں نے آپؓ کو جنگ میں حصہ لینے سے آنحضور ﷺ کے حکم سے اس لئے منع کردیا کہ آپؓ کے پاؤں میں لنگ تھا۔ لیکن غزوہ اُحد کے وقت آپؓ نے بیٹوں کی بات نہ مانی اور آنحضور ﷺ سے عرض کیا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ مَیں میدان جنگ میں جہاد کرنے کے عوض جنت میں چلوں پھروں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ آپؓ پر جہاد فرض تو نہیں، آگے آپؓ کی مرضی۔ پھر بیٹوں سے فرمایا کہ انہیں مت روکو شاید اللہ تعالیٰ انہیں شہادت کے رتبہ سے نوازے۔ چنانچہ میدان اُحد میں لڑائی کے وقت حضرت عمروؓ نے اپنے بیٹے خلادؓ کو لے کر مشرکین پر حملہ کیا اور لڑتے لڑتے دونوں شہید ہوگئے۔ جنگ سے پہلے آپؓ نے شہادت کی بار بار دعا کی تھی اور ایک مرتبہ آنحضور ﷺ سے پوچھا تھا کہ اگر مَیں فی سبیل اللہ لڑائی میں شہید ہوجاؤں تو کیا اپنے لنگڑے پاؤں سے چل رہا ہوں گا؟۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ جب آپؓ شہید ہوگئے تو آنحضورؐ آپؓ کی نعش کے قریب پہنچے اور فرمایا کہ "مَیں نے تمہیں صحیح وسالم پیر سے جنت میں چلتے ہوئے دیکھا ہے"۔

غزوہ اُحد میں حضرت عمروؓ کے بیٹے خلادؓ کے علاوہ آپؓ کے غلام ابوایمنؓ اور برادر نسبتی حضرت عبداللہ بن عمروؓ بھی شہید ہوئے۔ آنحضور ﷺ نے حضرت عمروؓ بن جموح اور حضرت عبداللہ بن عمروؓ کو ایک ہی قبر میں دفنانے کا حکم دیا۔

حضرت عمروؓ کو سخاوت کی وجہ سے بنوسلمہ کا سردار قرار دیا گیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ بنوسلمہ کے کچھ لوگ آنحضور ﷺ کی خدمت میں آئے تو آنحضورؐ نے دریافت فرمایا کہ تمہارا سردار کون ہے؟۔ انہوں نے جواب دیا کہ جد بن قیس ایک بخیل شخص ہمارا سردار ہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا کہ بخل سے بھی بدتر کوئی چیز ہے! اسلئے تمہارا سردار عمروؓ بن جموح ہے۔

ایک انصاری شاعر نے آنحضرت ﷺ کے اس فیصلہ سے متأثر ہوکر یہ اشعار کہے: آنحضرت ﷺ نے ہمارے اصل سردار ہونے کے متعلق جو بات کہی ہے، وہ حق ہے...... واقعی عمرو بن جموح ایسا سخی ہے کہ جو سائل بھی اس سے سوال کرتا ہے تو وہ اپنا مال دیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ مال لے لو کیونکہ اس مال نے تو کل پھر آہی جانا ہے۔

مکرم بشیر احمد صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۷/ جون ۲۰۰۰ء میں مکرم منصور احمد ناصر صاحب اپنے والد محترم بشیر احمد صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اپنی شادی کے کچھ عرصہ بعد آپ نے محترم ابراہیم شاد صاحب کے ذریعہ احمدیت قبول کرلی (جو محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب کے سسر تھے)۔ کچھ عرصہ بعد آپکی بیوی بھی احمدی ہوگئیں۔ جب باقی خاندان کو اس بات کا علم ہوا تو سارے اکٹھے ہوکر آپ کے پاس آئے اور اپنے ساتھ ایک مولوی بھی لائے۔ ایک ناکام لمبی بحث کے بعد وہ سارے ناراض ہوکر واپس چلے گئے۔ اسی طرح کئی بار مختلف عزیزوں نے اپنی سی کوشش کر دیکھی۔ آپ نے بڑی کوشش کی کہ آپکے خاندان یا آپ کے سسرال میں سے کوئی احمدی ہوجائے لیکن کسی نے آپ کی بات پر کان نہ دھرا۔ آپ نے اُن کے نام اخبار الفضل بھی جاری کروایا لیکن جب بھی اُن سے ملاقات ہوتی تو وہ یہی کہتے کہ ہم تمہارے رسالے کھولنے سے پہلے ہی چولہے میں ڈال دیتے ہیں، تم تکلیف نہ کیا کرو۔

آپ دین سے محبت کرنے والے مخلص احمدی تھے۔ آپ نے اپنے بچوں کی کوشش کرکے اچھی تربیت کی۔ بچوں کو باجماعت نماز پڑھایا کرتے۔ سب بچوں کو خود قرآن کریم بھی پڑھایا۔ جہاں بھی رہے مساجد کی تعمیر اور بعد میں صفائی کرنے میں ہمیشہ قابل ذکر خدمت کی توفیق پاتے رہے اور اس بارہ میں اپنی بیماری کو بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ ۱۸/ فروری ۱۹۹۷ء کو ۷۶/ سال کی عمر میں ربوہ میں وفات پائی۔

محترم خواجہ سرفراز احمد صاحب

محترم خواجہ سرفراز احمد صاحب ایڈووکیٹ مئی ۱۹۲۹ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ وہیں سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ انٹر قادیان سے اور بی۔اے مرے کالج سیالکوٹ سے کیا۔ لاء کالج لاہور سے قانون کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۵۳ء میں قانون کی پریکٹس سیالکوٹ سے شروع کی۔ پھر ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ میں بھی مقدمات کی پیروی کرتے رہے۔ فوجداری مقدمات میں آپ کو خاص مہارت حاصل تھی۔ "کراس ایگزامن" (Cross Examine) میں آپ کی مہارت مسلّمہ خیال کی جاتی تھی۔ اعلیٰ عدالتوں کے جج صاحبان بعض اوقات آپ سے راہنمائی بھی لیتے تھے اور آپ کی دی ہوئی اتھارٹی کو بغیر حوالہ کے تسلیم کرلیتے تھے۔

آپ ایک سچے انسان تھے اور جھوٹ کو برداشت نہیں کرتے تھے۔ ۱۹۷۴ء کے بعد جماعتی مقدمات کے سلسلہ میں آپ کو غیر معمولی خدمات کی توفیق ملی جو آخری دن تک جاری رہیں۔ آخری روز بھی آپ جماعتی کیس کے سلسلہ میں لاہور آئے ہوئے تھے۔

۱۹۸۸ء میں اسلم قریشی نے آپ پر قاتلانہ حملہ کیا جس میں آپ شدید زخمی ہوئے اور آپکے جسم پر سات زخم آئے۔ خدا تعالیٰ نے اسکے بعد آپکو معجزانہ زندگی اور صحت سے نوازا۔ آپ مجلس تحریک جدید کے لمبے عرصہ سے ممبر چلے آرہے تھے۔ اپنے شہر و ضلع کی مجالس عاملہ کے رکن بھی رہے۔

۲۲/ مئی ۲۰۰۰ء کو لاہور میں آپ کی وفات ہوئی اور اگلے روز لاہور اور سیالکوٹ میں نماز جنازہ پڑھنے کے بعد نعش ربوہ لائی گئی جہاں نماز جنازہ کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی وفات پر محترم ناظر صاحب اعلیٰ کے نام اپنے پیغام میں یہ بھی فرمایا کہ "خواجہ سرفراز احمد صاحب جماعت کے عظیم سپوت تھے جن کی خدمات آب زر سے لکھے جانے کے لائق ہیں"۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲/ نومبر ۲۰۰۰ء میں شامل اشاعت اپنے مضمون میں مکرم ملک حمید اللہ خان صاحب لکھتے ہیں کہ محترم خواجہ سرفراز احمد صاحب کئی بار میرے ہاں قیام کیا کرتے تھے، بہت درویش صفت انسان تھے، ضروریات بہت محدود اور سادہ تھیں، جو کھانا میسر آیا خوشی سے کھالیا، عموماً شلوار قمیص پہنتے جو کثرت استعمال سے بوسیدہ ہوچکے ہوتے لیکن آپ اُن کو رخصت دینے کو تیار نہ ہوتے۔

مالی قربانی کا بہت عمدہ معیار آپ نے قائم کیا۔ خلیفہ وقت کی ہر تحریک پر لبیک کہنا اپنا فرض اولین سمجھتے۔ ایم۔ٹی۔اے کا اجراء ہوا تو گو سادگی کا یہ عالم تھا کہ آپ کو ٹی وی لگانا اور بند کرنا بھی نہیں آتا تھا۔ لیکن بچوں سے ٹی وی لگوا کر باقاعدہ دیکھتے۔ ایم۔ٹی۔اے کے لئے قابل ذکر رقم پیش کرنے کی بھی توفیق آپ کو ملی۔ خدمت سلسلہ کی غیر معمولی توفیق بھی آپ کو عطا ہوئی۔ جماعتی مقدمات کی بلامعاوضہ پیروی کرتے بلکہ بسااوقات کرایہ بھی اپنی جیب سے ادا کرتے۔ ۱۹۷۴ء میں جب جماعتی خدمات کی وجہ سے بعض احمدی وکلاء کا اپنی ذاتی پریکٹس پر توجہ دینا مشکل ہوگیا تو کچھ عرصہ کے لئے وکلاء صاحبان کو گزارہ کے لئے کچھ معاوضہ لفافوں میں بند کرکے پیش کیا گیا۔ لیکن محترم خواجہ صاحب نے وہ لفافہ قبول کرنے سے انکار کردیا۔

آپ بڑے لائق، دیانتدار، زیرک اور سچے وکیل تھے۔ ملک کا قانون آپ کو ازبر تھا۔ جج صاحبان آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ اکثر آپ کی حسب منشاء تاریخ دیدیا کرتے تھے۔ آپ غرباء سے فیس لینے کی بجائے اُن کی مدد کردیا کرتے تھے۔ ایک بار ایک بوڑھی عورت اپنے بیٹے کے مقدمہ قتل کے سلسلہ میں دس ہزار روپیہ لے کر آپ کے پاس آئی اور کہا کہ بیٹا مَیں بہت سے وکیل آزما کر آئی ہوں اور اس مقدمہ میں لُٹ چکی ہوں، یہ آخری دس ہزار بچا ہے۔ میرے بیٹے کی سزا کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کردو۔ آپ نے مسل ملاحظہ کی اور سات ہزار روپیہ یہ کہہ کر واپس کردیا کہ اپیل کے اخراجات کے لئے صرف تین ہزار چاہئیں۔ بہت غریب پرور تھے۔

آپ کے ایک شاگرد وکیل نے بتایا کہ محترم سرفراز صاحب نے مجھے ایک خالی چیک اپنے دستخط کرکے دیا کہ آپ کے اکاؤنٹ میں جس قدر بھی رقم ہو، وہ چیک میں درج کرکے نکلوالاؤں کیونکہ آپ کو ایک ضروری کام سے فوری لاہور جانا تھا۔ مَیں نے بینک میں جاکر دیکھا تو اس مرد درویش کے اکاؤنٹ میں صرف دو سو روپے تھے۔ وہی لے کر آپ کے پاس آیا تو ایک غریب عورت آگئی اور نہایت رقّت آمیز لہجہ میں فریاد کی کہ سردی کا موسم ہے اور اُس کے پاس لحاف نہیں ہے۔ مکرم خواجہ صاحب نے وہی دو سو روپے مجھے دیئے کہ اُس کے ساتھ جاکر اُسے لحاف خرید دوں۔

سچی بات کہہ دینا آپ کی فطرت ثانیہ تھی۔ پولیس افسران بھی آپ کا بہت احترام کرتے تھے۔ جن پولیس افسران سے سہواً غلطیاں سرزد ہوجاتی تھیں، آپ اپنا کیس ثابت کرنے کے بعد اُنہیں قانون کے شکنجہ میں نہیں کستے تھے لیکن بددیانت پولیس افسروں کے ساتھ آپ کا رویہ بہت درشت ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی پولیس افسر سے سامنا ہوا اور اُس نے تعظیماً کھڑے ہوکر سلام پیش کیا تو آپ نے فوراً کہہ دیا کہ مجھے تم جیسے بددیانت لوگوں کے احترام اور سلام کی کوئی ضرورت نہیں۔ نظام جماعت کے خلاف کسی کی طرف سے کوئی بات بھی آپ کیلئے ناقابل برداشت ہوا کرتی تھی۔

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

13/08/2001 – 19/08/2001

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344

Monday 13th August 2001

00.00	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.50	Children's Corner: Children's Class By Huzoor No.142, Rec:27.03.99 First Part
01.25	Children's Programme: Children's Workshop – Prog. No.7
01.55	MTA USA:
02.55	Ruhani Khazaine 20th Programme of Volume 3 of Izala Oham Organised by Jama'at Ahmadiyyat Rabwah
03.35	Rencontre avec les Francophones 30.07.01
04.35	Learning Chinese Lesson No. 227, Presented by - Usman Chou Sahib
05.00	Liqa Ma'al Arab: Session No.369 Rec.18.02.98
06.00	Tilawat, News, Dars Malfoozat
07.00	Interview: of Saqib Zervi Sb – Part 6
07.55	Ruhani Khazaine: ®
08.50	Liqa Ma'al Arab: Session No.369 ®
09.55	Indonesian Service: Friday Sermon With Indonesian Translation
10.55	Children's Corner: Class with Hazoor No. 142 ®
11.30	Learning Chinese: Lesson No.227 ®
12.00	Tilawat, News
12.40	Bangali Service: Various Items
13.40	Rencontre Avec Les Francophones ®
15.00	MTA USA ®
16.00	Children's Corner: Class with Hazoor Class No.141, Rec.13.03.99 ®
16.30	Learning Chinese: Lesson No.227 ®
16.55	German Service:
18.05	Tilawat
18.15	Rencontre Avec Les Francophones ®
19.20	Liqa Ma'al Arab: Session No.369 ®
20.20	Turkish Programme
20.50	Majlis e Irfan With Urdu Speaking Friends
21.50	Rohani Khazaine: Quiz Programme ®
22.30	MTA USA: ®
23.35	Learning Chinese: Lesson No.227 ®

Tuesday 14th August 2001

00.00	Tilawat, Dars ul Hadith, News
01.00	Children's Corner: Class No.142 With Hazoor – Rec.13.03.99 Final Part
01.30	Children's Corner: Yassarnal Quran Class No.7
02.00	Tarjumatul Quran : Lesson No.202 Rec: 09.07.97
03.00	Medical Matters: Host: Dr. Sultan Ahmad Mubasher Sahib Guest: Dr. Abdul Rafiq Sami
03.30	Mulaqat With Bengali Friends Rec:07.08.01
04.35	Learning Languages: Le Francais C'est Facile Lesson No.11
04.55	Urdu Class: Lesson No.240 Rec.28-12-96
06.05	Tilawat, News, Dars ul Hadith
07.00	Pushto Programme: Friday Sermon Rec: 03.03.00
08.00	Medical Matters: ®
08.30	Documentary:
09.00	Urdu Class: Lesson No.240 ®
10.00	Indonesian Service: Various Programmes
11.0	Children's Corner: Children's Class With Hazoor-Rec: 13.3.99®
11.30	Le Francais C'est Facile: Lesson No.11 ®
12.05	Tilawat, News
12.40	Bengali Service: Various Items
13.40	Bengali Mulaqat: With Huzoor ® Rec:07.08.01
14.40	Documentary: ®
15.00	Tarjamatul Quran Class: Lesson No.202 ®
16.00	Children's Corner: Children's Class With Hazoor – Rec.13.03.99 ®
16.30	Children's Corner: Yassarnal Quran No.7
17.00	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.15	French Programme: Learning French ® Lesson No.11
18.40	French Programme: Various Items
19.00	Urdu Class: Lesson No.240®
20.05	MTA Norway: Book reading No. 8 Presented by Noor Ahmad Truls Bolstad Sahib
20.25	Bengali Mulaqat: With Huzoor ®
21.30	Medical Matters: ®
22.05	Tarjamatul Quran Class: Lesson No.202 ®
23.05	Documentary: ®
23.25	Le Francais C'est Facile: Lesson No. 11 ®

Wednesday 15th August 2001

00.05	Tilawat, News, History of Ahmadiyyat
00.55	Children's Corner: Hikayatee Shereen Produced by MTA Pakistan
01.15	Children's Corner: Waqfeen e Nau Items
02.00	MTA USA: Documentary
03.00	MTA Lifestyle: Perahan Sewing Lesson No.7
03.30	Mulaqat: With Huzoor & Atfal Rec:01.03.00
04.30	Learning Languages: Urdu Asbaaq Lesson No.59 Hosted by Maulana Ch. Hadi Ali Sahib
04.55	Liqa Ma'al Arab: Session No.370 Rec:19.02.98
06.05	Tilawat, News, History of Ahmadiyyat
06.50	Swahili Programme: Muzakhrah Hosted by Abdul Basit Shahid Sahib
08.05	MTA Lifestyle: Perahan – Sewing Lesson No.7
08.35	MTA Lifestyle: Al Maida 'Steamed Kebabs'
08.55	Liqaa Ma'al Arab: Session No.370 ®
10.00	Indonesian Service : Various Items
10.55	Children's Corner: Waqfeen e Nau ®
11.30	Urdu Asbaaq: Lesson No.59
12.05	Tilawat, News
12.30	Bengali Service: Various Items
13.30	Mulaqat: Hadhrat Khalifatul Masih IV With Atfal Rec.01.03.00 ®
14.35	Interview: 'Roshni Ka Safar'
15.00	From MTA USA: Documentary ®
16.00	Children's Corner: Waqfeen e Nau ®
16.35	Learning Languages: Urdu Asbaaq No.59 ®
17.00	German Service:
18.05	Tilawat
18.15	French Programme: Mulaqat No.13
19.20	Liqa Ma'al Arab: Session No.370 Rec.19.02.98
20.30	Mulaqat: Hadhrat Khalifatul Masih IV With Atfal Rec.01.03.00 ®
21.25	Interview: 'Roshni Ka Safar'
21.55	MTA USA: Documentary ®
23.00	MTA Lifestyle: Perahan, Sewing Les. No.7 ®
23.30	Urdu Asbaaq No.59 ®

Thursday 16th August 2001

00.05	Tilawat, News, Dars Malfoozat
01.00	Children's Corner: Guldasta No.55 Produced by MTA Pakistan
01.35	Hunar: 'Fabric Painting' production of Lajna Karachi, Pakistan
01.55	Homeopathy Class: Lesson No.39 By Hadhrat Khalifatul Masih IV Rec: 31.10.94
03.00	Aina: Host Fuzail A. Ahmad Sb.
03.25	Q/A Session: With Khuddam Rec: 02.11.96
04.30	Learning Languages: Learning Chinese Lesson No.7 / Hosted by Usman Chou Sahib
05.00	Urdu Class: Lesson No.241 / Rec: 29.12.96
06.05	Tilawat, News, Dars Malfoozat
07.00	Sindhi Prog.: Roshni Ka Safar
07.10	Sindhi Prog.: Dars ul Hadith 'Obedience'.
07.30	Hunar: 'Fabric Painting' ®
08.00	Aina ®
08.25	Speech: By Mau. Hafiz M.Ahmad Sb.
09.00	Urdu Class: Lesson No.241, Rec: 29.12.96 ®
10.00	Indonesian Service: Various Items
10.55	Children's Corner: Guldasta No.55
11.30	Learning Chinese: Lesson No.7 ®
12.05	Tilawat, News
12.30	Bengali Service: Friday Sermon, Rec:15.09.95
13.40	Q/A Session: With Khuddam Students ®
15.00	Homeopathy Class: Lesson No.39, Rec.31.10.94
16.00	Children's Corner: Guldasta No.55 ®
16.35	Learning Chinese: Lesson No.7 ®
17.05	German Service:
18.05	Tilawat
18.15	French Programme:
19.15	Urdu Class: Lesson No.241 ®
20.30	Q/A Session: Khuddam Students ®
21.30	Speech: Mau. Hafiz M. Ahmad Sb.®
22.00	Homeopathy Class: Lesson No.39 ®
23.00	Aina ®
23.30	Learning Chinese: Lesson No.7 ®

Friday 17th August 2001

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.50	Children's Corner: from Canada, Class No.62
01.50	Majlis-e-Irfan: Huzoor with Urdu Speaking Friends, Rec: 16.03.01
02.45	Lajna Magazine: No.8 Produced by MTA Pakistan
03.25	Documentary: A Visit to Ghorra Gali
04.00	MTA Sports: Basketball Match Rabwah Vs Sargodah
04.55	Urdu Class: Lesson No.242 / Rec.03.01.97
06.05	Tilawat, Dars Hadith, News
06.50	Saraiky Programme: Friday Sermon Rec: 23.02.01
07.25	Exhibition of the Philosophy of the Teachings of Islam.
08.10	Lajna Magazine: Prog. No.8
08.55	Urdu Class: With Huzoor Lesson No.242 ®
10.00	Indonesian Service: Various Items
10.30	Bengali Service: Ways of 'Da'wat Illallah'
11.00	MTA Sports: Basketball Match ®
11.40	Nazm & Darood Shareef
12.00	Friday Sermon: Live From London
13.00	Tilawat, News
13.30	Majlis e Irfan: Hazoor With Urdu Speaking Friends Rec: 16.03.01
14.30	Documentary: A Visit to Ghorra Gali ®
14.55	Friday Sermon: 17.08.00 ®
15.55	Children's Corner: Class No.62 ® Produced by MTA Canada
16.55	German Service: Various Items.
18.00	Tilawat, Dars ul Hadith
18.10	French Programme.
18.50	Urdu Class: Lesson No.242 ®
20.00	Friday Sermon: Rec.17.08.01®
21.00	Documentary: A Visit to Ghorra Gali ®
21.25	Majlis Irfan Rec.16.03.01®
22.20	Lajna Magazine: No.8 ®
23.00	MTA Sports: Basketball Match ®

Saturday 18th August 2001

00.00	Tilawat, News, Dars ul Hadith
01.05	Children's Corner: Waqfeen-E-Nau Programme No.1 Produced by MTA Pakistan
01.30	Kehkashan Prog: 'Taaluq Billah' Host: Nafees A. Ateeq Sb
02.00	Friday Sermon Rec: 17.08.01 ®
03.00	Computer for Everyone: Part 112 Presented By Mansoor Ahmad Nasir Sahib
03.35	Mulaqat: With German Speaking Friends Rec: 08.08.01
04.35	Urdu Asbaaq: Lesson No.7 By Maulana Ch. Hadi Ali Sahib
04.55	Liqa Ma'al Arab: Session No.371 Rec:24.02.98
06.05	Tilawat, News, Dars ul Hadith
06.50	Speech: Mazhar Iqbal Sb. Jalsa Musleh Maud Day Karachi
07.20	MTA Mauritius: Caravane 2000
08.10	Tabarukaat: J/S Rabwah 1964 'Nijaat Azroay Islam aur Esaet' By Mau. Qazi Muhammad Nazir Sb.
09.05	Liqa Ma'al Arab: Session No.371 ®
10.10	Indonesian Service:
11.10	Urdu Asbaq Lesson No.7 ®
11.25	Children's Corner: Waqfeen –e-Nau Prog.No.1
12.05	Tilawat, News
12.40	Bengali Service: Various Items
13.40	Mulaqat With German Speaking Friends.Rec.08.08.01 ®
14.40	Computers For Everyone: Part No.112 ®
15.15	Quiz: Khutbat-e-Imam, Quiz from 10.12.99
15.55	Children's Class: With Huzoor, Rec. 18.08.01
16.55	German Service:
18.00	Tilawat & French Programme
19.00	Liqa Ma'al Arab: Session No.371 ®
20.05	Arabic Programme: Tafseer ul Kabir By Munir Adilbi Sahib – Prog. No.29
20.35	Mulaqat With German Speaking Friends ®
21.35	Computers for Everyone: Part No.112 ®
22.10	Children's Class With Huzoor ®
23.10	Quiz: Khutabate-e-Imam ®
23.45	Learning Languages: Urdu Asbaq No.7 ®

Sunday 19th August 2001

00.00	Tilawat, News, Seerat-un-Nabi (S.A.W.)
00.55	Children's Corner: Quiz Hifze Ishaar No.8
01.20	Children's Corner: Kudak No.8
01.30	Darsul Quran: From London By Hadhrat Khalifatul Masih IV Lesson No.7, Rec: 28.12.98
03.00	Hamari Kainat: No.104 Presented by Sayed Tahir Ahmad Sahib
03.25	Mulaqat: Young Lajna and Nasirat Rec: 12.08.01
04.25	Learning Languages: French Class No.8
04.50	Urdu Class: Lesson No.243 / Rec.04.01.97
06.05	Tilawat, News, Seerat-un-Nabi(S.A.W.)
07.05	Dars ul Quran: Lesson No.7 ®
08.30	Chinese Programme: Book reading Presented by Usman Chou Sahib Part 3
08.55	Urdu Class: Lesson No.243 ®
10.00	Indonesian Service: Various Items
11.00	Children's Class By Hadhrat Khalifatul Hadhrat Masih IV Rec: 18.08.01®
12.00	Tilawat, MTA News
12.40	Bengali Service: Various Items
13.40	Mulaqat With Young Lajna & Nasirat Rec.12.08.01
14.40	Hamari Kaenat: No.104 ®
15.05	Friday Sermon: Rec.17.08.01 ®
16.05	Children's Corner: Kudak No. 9 ®
16.20	Learning French: Lesson No.8
16.50	German Service: Various Items
18.00	Tilawat
18.10	English Language Programme
19.00	Urdu Class: Lesson No.243 ®
20.00	Safar Hum Nay Kiya – Part 4
20.30	Mulaqat: With Nasirat & Young Lajna ®
21.35	Dars ul Quran: Lesson No.7 ®
23.05	Hamari Kaenat: No.104 ®
23.30	Learning French: Lesson No.8

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

Vol. 8 | Friday, August 10, 2001 | Issue No. 32

جماعت احمدیہ جاپان کے
اکیسویں جلسہ سالانہ کا انعقاد

(رپورٹ: مرزا ظفر احمد ـ جاپان)

اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے جماعت احمدیہ جاپان کا اکیسواں جلسہ سالانہ ۴ سے ۶ رمئی ۲۰۰۱ء بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار منعقد ہوا۔ پچھلے کئی سالوں کی طرح امسال بھی ناگویا کے قریب واقع یوتھ پارک Aichi Seishonen Koen میں جلسہ کی کارروائی کے لئے ایک عمارت کے تین ہال اور کمرے حاصل کئے گئے تھے۔ بڑے گول ہال میں مردوں کے لئے اور چھوٹے ہال میں خواتین کے لئے جلسہ گاہ کا انتظام کیا گیا۔ منسلکہ کمروں میں تمام کارروائی کا انگریزی اور جاپانی زبانوں میں رواں ترجمہ کرنے کا انتظام کیا گیا جو سامعین ہیڈ فونز کے ذریعہ ہالز میں بیٹھے سن سکتے تھے۔

رہائش کے لئے جلسہ گاہ کے قریب ہی ایک علیحدہ عمارت میں کمرے حاصل کئے گئے۔ ہر کمرے میں آٹھ افراد کے سونے کا انتظام تھا۔ اسی عمارت میں ایک بڑا ڈائننگ ہال ہے جہاں تین وقت کھانا یہاں کی انتظامیہ کی طرف سے مہیا ہوتا تھا۔ جلسہ سالانہ کے شعبہ ضیافت نے یہاں کھانا پکانے والی جاپانی انتظامیہ کے ساتھ مل کر خوش اسلوبی سے ضیافت کے سارے انتظامات سرانجام دئے۔

جلسہ کے انتظامات کے لئے مکرم سید طاہر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ جاپان کی زیر نگرانی جلسہ سالانہ کی انتظامیہ نے پہلے سے کام شروع کیا ہوا تھا۔ ۴ رمئی بروز جمعۃ المبارک علی الصبح تمام ضروری سازو سامان کے ساتھ جلسہ سالانہ کے مختلف شعبوں کے کارکنان جلسہ گاہ پہنچ گئے۔

نظامت استقبال نے آنے والے مہمانوں کی راہنمائی اور رجسٹریشن کا انتظام کیا۔ نظامت جلسہ گاہ سٹیج اور نمائش نے دونوں جلسہ گاہوں میں عمدگی سے سٹیج تیار کئے اور کتب سلسلہ و تصاویر کی نمائش لگائی۔ کتب کی فروخت کا سٹال بھی لگایا گیا۔

نظامت سمعی بصری نے جلسہ سالانہ کی ویڈیو بنانے اور آواز کو مختلف جگہوں پر پہنچانے کا انتظام کیا اور کارروائی کا رواں ترجمہ مردانہ و زنانہ جلسہ گاہوں تک پہنچانے کے لئے آلات نصب کردئے جن کی مدد سے نظامت ٹرانسلیشن و پروگرام نے ترجمہ کا انتظام خوش اسلوبی سے کیا۔

ضیافت اور مہمان نوازی کی نظامت نے جلسہ سے چار روز قبل یکم مئی سے مہمانوں کی آمد کے ساتھ ہی کام شروع کردیا تھا۔ جلسہ سے پہلے مہمانوں کو مختلف احباب کے گھروں میں اور احمدیہ سینٹر میں ٹھہرایا گیا۔

نظامت رہائش اور خدمت خلق نے رہائش گاہ میں مہمانوں کو کمرے الاٹ کئے اور مہمانوں کی سہولت اور آرام کا خیال رکھا۔

تربیت کے انتظام نے نماز جمعہ، پنجوقتہ نمازوں، نماز تہجد اور درس کا انتظام کیا۔ جلسہ گاہوں میں حاضری کا خیال رکھا اور بچوں کو جلسہ سننے کے لئے بٹھائے رکھا۔ نیز احباب جماعت کو خصوصاً ذکر الٰہی کی طرف متوجہ کیا جاتا رہا۔

جلسہ کی کارروائی

نماز جمعہ وعصر کے بعد جلسہ کی کارروائی مکرم امیر صاحب کی صدارت میں تلاوت قرآن مجید سے ہوئی جو مکرم طلعت محمود احمد صاحب نے کی اور مکرم عصمت اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے سنایا۔

مکرم امیر صاحب نے اپنے افتتاحی خطاب میں بتایا کہ یہ جاپان میں اکیسویں صدی کا پہلا اور جماعت احمدیہ جاپان کا اکیسواں جلسہ سالانہ ہے۔ اس جلسہ کو ہم سب نے بکثرت دعاؤں اور ذکر الٰہی سے ذکر الٰہی کا جلسہ بنانا ہے۔ آپ نے وہ دعائیں پڑھ کر سنائیں جو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے پہلے جلسہ سالانہ قادیان کے بابرکت موقعہ پر اپنی جماعت اور حاضرین جلسہ کے لئے کی تھیں اور بتایا کہ آج بھی وہی دعائیں ہیں جن کے صدقے ہم آگے بڑھ رہے ہیں اور خداتعالیٰ اپنے فضل سے ان دعاؤں کا ہمیں وارث بنائے۔ آمین

آخر پر آپ نے جلسہ کو ذکر الٰہی اور شکر الٰہی کا جلسہ بنانے کی دوبارہ درخواست کی اور دعا کروائی۔

اس کے بعد جلسہ کی عمومی کارروائی جاری رہی۔ مکرم فرحان احمد صاحب نے قرآن کریم کے محاسن پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے سنایا۔ اس کے بعد Holy Quran its special features کے موضوع پر انگریزی میں خاکسار نے تقریر کی۔ اس کے ساتھ ہی جلسہ کی پہلے دن کی کارروائی اختتام کو پہنچی۔

دوسرا دن

جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کا آغاز صبح ساڑھے تین بجے نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن مجید از تفسیر سورۃ فاتحہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہوا۔

ناشتہ اور تیاری کے بعد سب احباب جلسہ گاہ پہنچے اور دوسرے روز کے پہلے اجلاس کی کارروائی ساڑھے نو بجے خاکسار کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ مکرم ظفر احمد ظفری صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی اور ترجمہ پیش کیا۔ مکرم ظفر اللہ ڈار صاحب نے درثمین سے منتخب اشعار خوش الحانی سے سنائے۔ اجلاس کی پہلی تقریر مکرم نصیر احمد طارق صاحب نے سیرت حضرت محمد ﷺ پیکر صبر واستقلال کے موضوع پر کی۔ دوسری تقریر مکرم محمد عبداللہ صاحب نے Advent and message of The Promised Messiah یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور پیغام کے موضوع پر انگریزی میں کی۔ تیسری تقریر مکرم اشفاق احمد صاحب نے تبلیغ اسلام کے لئے جماعت احمدیہ کی خدمات کے موضوع پر کی۔ اس کے بعد مکرم ملک رفیع احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم خوش الحانی سے سنائی۔ اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم سید سجاد احمد صاحب نے صفات باری تعالیٰ کے موضوع پر کی۔ اس کے ساتھ ہی یہ اجلاس ختم ہوا۔

ایک بج کر پندرہ منٹ پر نماز ظہر و عصر جلسہ گاہ میں ادا کی گئی۔ اس کے بعد حضور کی خطبہ کی ویڈیو کیسٹ تمام حاضرین نے بڑی پروجیکشن سکرین پر جلسہ گاہ میں دیکھنے اور سننے کی سعادت پائی۔ یہ اس جلسہ کا بہت ہی بابرکت اور ایمان افروز حصہ بن گیا۔

دوسرا اجلاس مکرم ملک منیر احمد صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم نصیر احمد صاحب طارق نے کی اور ترجمہ پڑھا۔ مکرم مبشر احمد صاحب اختر نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منظوم کلام 'ہے دست قبلہ نما لاالہ الااللہ' خوش الحانی سے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم عصمت اللہ صاحب نے اکیسویں صدی اور ہماری ذمہ داریاں کے موضوع پر اردو میں تقریر کی۔ دوسری تقریر مکرم ناصر ندیم بٹ صاحب نے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی کتاب "ایک تاریخی انتباہ" کا ایک حصہ پڑھ کر سنایا جو اسلام اور احمدیت کے استحکام اور اتحاد کے لئے اہم نصائح پر مشتمل ہے۔ اجلاس کی آخری تقریر مکرم ملک منیر احمد صاحب نے "تقویٰ کی باریک راہیں" کے عنوان سے کی۔ اس کے ساتھ ہی دوسرے اجلاس کا اختتام ہوا۔

جلسہ مستورات

اسی روز صبح ساڑھے نو بجے سے بارہ بجے تک مستورات کا علیحدہ اجلاس ہوا۔ اجلاس کی صدارت مکرمہ ناصرہ عبداللہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ جاپان نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرمہ فریحہ احمد صاحبہ نے کی اور ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد مکرمہ سعیدہ ملک صاحبہ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے سنایا۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرمہ رحمان صاحبہ نے مالی قربانی کی اہمیت اور احمدی خواتین کے موضوع پر کی۔ دوسری تقریر مکرمہ امۃ الودود صاحبہ نے مطالعہ کتب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر کی۔ تیسری تقریر جاپانی احمدی خاتون پروین عصمت اللہ نے جاپانی زبان میں دعا کی اہمیت اور قبولیت کے موضوع پر کی۔ اس کے بعد مکرمہ عائشہ بٹ صاحبہ نے جو خود جاپانی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے سنایا۔ اس کے بعد مکرمہ ندرت اشفاق صاحبہ نے اردو میں امہات المومنین کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد دو بچیوں تہمینہ ڈار اور سینہ ڈار نے نظم "محبت کے نغمات گائیں گے ہم" نہایت خوش الحانی سے سنائی۔ آخر میں صدر اجلاس مکرمہ ناصرہ عبداللہ صاحبہ نے خطاب کیا اور دعا کروائی۔

تیسرا روز

جلسہ کے تیسرے روز کا آغاز بھی نماز تہجد میں دعاؤں سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر قرآن مجید سے درس ہوا۔

جلسہ کے آخری روز صبح کا اجلاس خاص طور پر جاپانی زبان میں ہوا جس میں بیرونی مہمانوں کو خصوصاً دعوت دی گئی تھی۔ یہ اجلاس مکرم مبشر احمد صاحب زاہد کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت قرآن کریم فرحان احمد صاحب نے کی اور جاپانی ترجمہ پڑھا۔ اس کے بعد ڈاکٹر مظفر احمد ملک نے انگریزی میں اسلام میں عورت کا مقام "Role of Women in Islam" کے موضوع پر تقریر کی۔ فرحان احمد صاحب نے مذہب کی ضرورت کے موضوع پر مکرم محترم عطاء المجیب صاحب راشد کا مضمون جاپانی میں پڑھ کر سنایا۔ یہ مضمون انہوں نے ہماری درخواست پر خاص طور پر لندن سے ہمارے جلسہ سالانہ کے اس جاپانی سیشن کے لئے بھجوایا تھا۔ اس کا جاپانی زبان میں ترجمہ مکرم فرحان احمد صاحب اور ناصر ندیم بٹ صاحب نے بڑی محنت سے کیا۔ اس کے بعد تمام حاضرین جلسہ کو چائے پیش کی گئی اور اجلاس کا اختتام ہوا۔ نمائش میں رکھے گئے قرآن مجید کے تراجم اور دیگر کتب سلسلہ میں مہمانوں نے بہت دلچسپی لی۔ اس اجلاس میں پانچ جاپانی مہمان اور ایک امریکی خاتون شامل تھیں۔

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے۔